اشاعت کا چھبیسواں سال

# ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

شمارہ: ٦ | جمادی الاولیٰ ١٤٢٧ھ جون ٢٠٠٦ء | جلد: ٢٦

مدیرِ اعلیٰ: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان
www.imamahmadraza.net

مشروبِ مشرق روح افزا کی ...

خصوصیت کی ...

روح افزا

ہمدرد

# ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

مسلسل اشاعت کا چھبیسواں سال

جلد: ۲۶ شمارہ: ۶

جمادی الاول ۱۴۲۷ھ جون ۲۰۰۶ء



ہدیہ فی شمارہ: -/25 روپے
سالانہ: عام ڈاک سے: -/200 روپے
رجسٹرڈ ڈاک سے: -/350 روپے
بیرونِ ممالک: -/15 امریکی ڈالر سالانہ

دائرے میں سرخ نشان ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے۔
زرِ تعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

**نوٹ**

رقم دستی یا منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارفِ رضا" ارسال کریں، چیک قابلِ قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214۔ حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

**نوٹ:** ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار/ مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

25۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی 74400۔ پوسٹ بکس نمبر 489۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان
فون: 2725150-21-92+ فیکس: 2732369-21-92+
ای۔ میل: mail@imamahmadraza.net ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا۔)

# فہرست عنوانات



''مقالہ نگار حضرات اپنی نگارشات ہر انگریزی ماہ کی ۱۰ رتاریخ تک ہمیں بھیج دیا کریں، مقالہ تحقیقی، مع حوالہ جات ہو، ۵ رصفحات سے زیادہ کا نہ ہو، کسی دوسرے جریدہ یا ماہنامہ میں شائع شدہ نہ ہو۔ اس کی اشاعت کا فیصلہ ادارے کی مجلسِ تحقیق وتصنیف کرے گی۔'' (ادارتی بورڈ)

# مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الوریٰ ہو

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ

مصطفیٰ خیر الوریٰ ہو
سرورِ ہر دوسرا ہو

اپنے اچّھوں کا تصدّق
ہم بدوں کو بھی نِباہُو

کس کے پھر ہوکر رہیں ہم
گر تمہی ہم کو نہ چاہو

ہم وہی ناشستہ رُو ہیں
تم وہی بحرِ عطا ہو

وہ ہو جو تم پر گراں ہے
وہ ہو جو ہرگز نہ چاہو

تم سے غم کو کیا تعلق
بے کسوں کے غم زُدا ہو

وہ عطا دے تم عطا لو
وہ وہی چاہے جو چاہو

بر تو او پاشد تو برما
تا ابد یہ سلسلہ ہو

کیوں رضاؔ مشکل سے ڈریئے
جب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مشکل کشا ہو

# شاہ احمد رضا! تیری کیا بات ہے

## مولانا غلام رسول غازیؔ صاحب

یوں تو سارے فقیہہ محترم ہیں مگر، شاہ احمد رضا تیری کیا بات ہے
نائبِ بوحنیفہ سلام آپ پر، عاشقِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تیری کیا بات ہے

تیرے در کی ہے جن کو غلامی ملی، غوثِ اعظم کی ذاتِ گرامی ملی
غوثِ اعظم ملے، مصطفیٰ مل گئے، ذاتِ صدق و صفا تیری کیا بات ہے

تیرے در پر جو آئے ولی بن گئے، مانگنے جو بھی آئے غنی بن گئے
تیرے گھر کے گدا مقتدا بن گئے، مرشدِ اولیاء تیری کیا بات ہے

تیرے ہاتھوں نے جو فیصلے ہیں کیے، تیرے دشمن ابھی تک ہیں سہمے ہوئے
آج بھی ان کے سینوں میں ہے دبدبہ، تیغِ حق بے ریا تیری کیا بات ہے

تُو نے ظلمت کدے میں اجالا کیا، اہلِ سنت کا ہے بول بالا کیا
سنّیوں کو تری ذات پر ناز ہے، نورِ حق کی ضیاء تیری کیا بات ہے

ایک غازیؔ بھی ہے تیرے در کا گدا، اس کو گستاخ دشمن کا خطرہ ہے کیا
تیرے در کی غلامی ملی ہے جسے، مفتی و پیشوا تیری کیا بات ہے

نوٹ: مولانا غلام رسول صاحب غازیؔ کی لکھی ہوئی یہ منقبت آج سے تقریباً سترہ اٹھارہ سال قبل نارووال کے ایک جلسۂ یومِ رضا میں صوفی گل محمد صاحب نے پڑھی۔ اس جلسہ میں بڈ وملہی سے واپڈا کے ایک افسر بھی آئے ہوئے تھے۔ رات کو انہیں خواب میں حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور آپ نے انہیں پانچ روپے عنایت فرمائے کہ رات والی منقبت جنہوں نے لکھی ہے یہ پانچ روپے ان کو دیدو۔ صبح اٹھ کر اس واپڈا کے افسر نے پانچ روپے مولانا غلام رسول صاحب کو کسی کے ہاتھ بھیج دیئے۔ چنانچہ اگلی رات پھر آپ نے اس افسر کو زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ پانچ روپے تو ان کو مل گئے ہیں مگر آپ نے انہیں یہ نہیں بتایا کہ یہ کس نے دیئے ہیں اور کیوں دیئے ہیں۔ سبحان اللہ!

(بحوالہ ''گلستانِ اعلیٰ حضرت''۔ مرتبہ: مولانا احمد بشیر رضوی ناشر: بزمِ رضائے مصطفیٰ، راہوالی، گوجرانوالہ۔ شعبان ۱۴۰۹ھ/ مارچ ۱۹۸۹ء)

## اپنی بات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ہم اپنا دین و ایمان کیسے بچائیں؟

☆☆☆ مدیر معارفِ رضا پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے قلم سے ☆☆☆

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ O (البقرة: ۲۰۸)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

عن ابی هريرة رضی الله عنه: ان رسول الله ﷺ: قال بادروا بالاعمال الصالحة فستكون فتن كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسى كافرا ويمسى مؤمنا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا۔ (رواه مسلم) (رياض الصالحين: باب المبادرة الى الخير)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیک اعمال میں جلدی کرو۔ عنقریب رات کے ایک اندھیرے ٹکڑے کی طرح فتنے رونما ہوں گے۔ بوقتِ صبح آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا، شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا اور دنیوی اسباب کے بدلے دین کو فروخت کر دے گا۔"

اللہ تعالیٰ کے ایک بندۂ محبوب اور نبی کریم ﷺ کے ایک سچے مطیع اور عاشقِ صادق امام احمد رضا محدثِ بریلوی فرماتے ہیں:

"پیارے بھائیو! لا ادری مابقائی فیکم۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں، تین ہی وقت ہوتے ہیں، بچپن، جوانی، بڑھاپا۔ بچپن گیا، جوانی آئی۔ جوانی گئی، بڑھاپا آیا۔ اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے۔ ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں اور میں آپ لوگوں کو سناتا ہوں مگر بظاہر اب اس کی امید نہیں۔ اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اللہ اور اس کے رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور دوسری خود میری۔

**پہلی وصیت:** تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھیڑیں ہو۔ بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکاویں، تمہیں فتنے میں ڈالیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے، جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا ہے۔ یہ سب بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں، ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔

حضور اقدس ﷺ رب العزۃ جل جلالہٗ کے نور ہیں، حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم

روشن ہوئے، اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لو۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت، ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے اللہ اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو۔ فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو۔ پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگِ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے۔ اس لئے ان باتوں کو خوب سنو، حجۃ اللہ قائم ہو چکی، اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا جس نے اسے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاکت۔ یہ تو خدا اور رسول کی وصیت ہے جو یہاں موجود ہیں، سنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں۔

**دوسری وصیت:** (یہ وصیت کیونکہ آپس میں معافی سے متعلق تھی اور گھر والوں کو خاص وصیتیں تھیں اس لئے اس کو یہاں نقل نہیں کر رہا ہوں۔)

قارئینِ کرام! آیتِ قرآنی تین باتوں کا حکم دے رہی ہے:

۱۔ اے ایمان والو! پورے پورے اسلام میں داخل ہو یا اسلام کو پورا پورا تسلیم کرو۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو پورا سمجھو اور ان پر ہی عمل کرو۔ نہ اسلام کے کسی حکم کو یہ کہو کہ یہ قدیم حکم ہے نہ یہ کہو کہ اس حکم کو بدلنے کی ضرورت ہے اور غیر ضروری اجتہاد کر کے حکمِ ربانی کو بدلا جائے، نہ ہی دینِ اسلام کے لفظ کو کسی طرح بھی تبدیل کیا جائے کہ ''روشن اسلام'' یا اس قسم کے اور کسی نام سے اسلام کو پکارا جائے۔ اسلام صرف ''اسلام'' ہے اس کو لفظ روشن یا کسی اور لفظ کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اسلام کو کسی بھی جدید قانون کی ضرورت ہے۔ دینِ اسلام ایک مکمل دینِ مبین ہے، قیامت تک دنیا والوں کو روشنی دینے والا دین ہے نہ کہ اس کو جدید بنا کر روشن کیا جائے۔

۲۔ دوسرا اہم حکم یہ ہے کہ ''شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔'' ایک مسلمان کے لئے اس بات کو سمجھنا بہت آسان ہے کہ جب وہ اپنے دین کو دوسرے ادیان کے ساتھ موازنہ کرتا ہے چنانچہ ایک مسلمان نہ عیسائی احکامات کو مانے گا نہ یہود و ہنود کی باتوں کو تسلیم کرے گا اور نہ ہی کسی اور من گھڑت دین کے رہنما کی بات کو سنے گا۔ اس لحاظ سے تو وہ شیطان سے بچ گیا مگر مسئلہ یہاں ان دشمنانِ دین کا نہیں۔ اصل مسئلہ اس شیطان کا ہے جو خود مسلمانوں کے اندر مسلمانوں کے لباس میں ہے۔ دینِ اسلام دشمنانِ دین سے زیادہ اپنے اندر کے دشمنوں کے باعث تنزلی کا شکار رہا ہے اور آج بھی ہمارے اندر کے دشمن جن کو منافق فی الدین کہا جائے وہ نقصان پہنچا رہے ہیں اور اہلِ ایمان سے مخاطب یہ آیتِ ربانی ان منافقوں کے قدموں پر چلنے سے بھی روک رہی ہے۔

۳۔ آیت کا تیسرا حکم: ''بیشک وہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' یہ آیت کریمہ دورِ حاضر میں اس بات کی طرف بھی واضح نشاندہی کر رہی ہے کہ آج کا شیطان چھپ کر حملہ نہیں کرتا بلکہ اب تو ہر آن شیطان کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ مثلاً T.V کی مثال لیجئے۔ سوائے چند مذہبی پروگرام کے اس میں پاکستانی چینل جن کی تعداد اب ۲۰ سے بھی تجاوز کر چکی ہے، سوائے خرافات کے اور کچھ نہیں دکھایا جاتا۔ رہا مذہبی پروگرام کا معاملہ تو اس میں بھی شیطان کھل کر حملہ آور ہوتا ہے۔ مذہبی پروگراموں میں ہر روز دین کی اصل کو بدل کر پیش کرنے والے اپنی اپنی زبانوں میں دین کو بدلنے کی اور مسخ کرنے کی کوشش میں مصروفِ عمل ہیں۔ وہ جو شیطان نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب ہو کر کہا تھا:

ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَیْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ۔ (الاعراف: ۱۷)

پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے داہنے اور ان کے بائیں سے۔

تو یقیناً اب یہ شیطان کا مکالمہ کھلے دشمن کے طور پر T.V میڈیا کے ذریعہ چاروں طرف سے حملہ آور ہورہا ہے۔ جس چینل کے بٹن کو دبائیں ایک نیا شیطانی عمل نظر آئے گا اور جب ٹی۔ وی کے سامنے بیٹھے ان خرافات کو دیکھ رہے ہوں گے تو ٹی۔ وی سے نکلنے والی شعاعیں ہمارے خون میں دوڑنے لگتی ہیں اور حضور ﷺ کا وہ ارشاد صادق نظر آنے لگتا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

حضرت صفیہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان اولادِ آدم کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔''

شاید یہ بات پہلے مکمل طور پر سمجھ میں نہ آتی ہو مگر ٹی۔ وی کی شعاعیں جو ٹی۔ وی میں سے اسکرین کے ذریعہ باہر نکلتی ہیں وہ یقیناً ہمارے جسموں میں داخل ہوتی ہیں اور وہ شعاعیں جب کسی شیطانی عمل کی صورت میں جسموں میں داخل ہوں گی تو پھر شیطان کی خصلت کے اثرات دلوں میں پیدا ہونا شروع ہو جائیں گے اور رفتہ رفتہ ہماری رگوں میں یہ شیطان ہر وقت دوڑتا رہے گا۔ خیال رہے کہ ایک تو خرافاتی عمل دوسرے وہ مذہبی پروگرام جن میں بے دین، بدمذہب، منافق فی الدین قسم کے لوگ، جن کا مبلغ علم صرف دو چار کتابیں ہوتی ہیں، وہ دین کی شکل کو بگاڑنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس کا بھی شیطان ہمارے خون میں دوڑنے لگتا ہے۔ اس صورتِ حال سے ایمان کو بچانا اب کتنا مشکل ہے۔ ہر قاری خود ہی اندازہ کرے کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد کتنا صادق نظر آرہا ہے کہ صبح کو ٹی۔ وی کھولو ایک نیا مسئلہ ایک نیا عقیدہ سنائی دیتا ہے، شام کو ٹی۔ وی کھولو تو ایک دوسرا عقیدہ سنائی دیتا ہے اور یہ سب غیر مسلم نہیں، بلکہ مسلمان (اب آپ انہیں جس نام سے پکاریں، منافق، گمراہ وغیرہ) ٹی۔ وی پر کررہے ہیں تو اب ایسی حالت میں ایک عام مسلمان کو اپنا ایمان کو بچانا کتنا دشوار ہوتا جارہا ہے۔

اب نبی کریم ﷺ کا قول جو آپ نے شروع میں مطالعہ کیا دوبارہ اس کو پڑھیے۔ حضور ارشاد فرمارہے ہیں:

''نیک اعمال میں جلدی کرو۔ عنقریب رات کے ایک اندھیرے ٹکڑے کی طرح فتنے رونما ہوں گے۔ بوقتِ صبح آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا، شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا اور دنیوی اسباب کے بدلے دین کو فروخت کردے گا۔''

اس حدیث کا پہلا حصہ:

۱۔ نیک اعمال میں جلدی کرو۔ حضور ﷺ یہ بات جانتے تھے کہ لوگ نیک کام کرنے میں سستی کریں گے اور مذہبی کاموں میں انتہائی سست ہو جائیں گے جبکہ خرافاتی کاموں میں جلدی کریں گے۔ اس لئے عقلمندوں کے لئے فرمایا کہ نیک کام کرنے میں جلدی کرنا۔

قارئین کرام میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ آپ اپنے گھر میں کسی بھی قسم کا کوئی مذہبی پروگرام کریں مثلاً محفلِ میلاد، محفلِ ذکر اولیائے کرام، مجلس سوئم، چہلم، برسی وغیرہ وغیرہ، اس میں اگر چار سو افراد کو دعوت دیں گے تو بمشکل سو (۱۰۰) افراد آئیں گے اور وہ بھی جو ٹائم دیا ہے اس کے کم از کم دو گھنٹے کے بعد آنا شروع کریں گے اور یہی حال مساجد میں جمعہ کے روز تقریر کے اوقات کا ہے اور جب پروگرام اختتام ہورہا ہوتا ہے تب بمشکل مجمع میں چوتھائی حصہ شرکت کے لئے پہنچ پاتا ہے۔ عموماً ایسے دینی پروگراموں میں لوگ مقرر سے کافی دور بیٹھنا پسند کرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مقرر کی کوئی بات دل کو لگ جائے اور اس میں ذرا تاخیر کردیں یا مولانا صاحب کی تقریر لمبی ہوگئی تو جگہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں بے چینی بڑھ جاتی ہے اس کے برعکس آپ موسیقی کا پروگرام کریں، فیشن شو کریں یا کوئی دنیاوی تقریب کا اہتمام کریں لوگ جلدی آئیں گے بغیر بلائے بھی لوگ آجائیں گے اور اسٹیج سے بالکل قریب بیٹھنا چاہیں گے۔ اگر پوری رات راگ رنگ کا پروگرام رہے تو بغیر کسی تھکاوٹ اور بے چینی کے پورا پروگرام دیکھیں گے اور آپ سے کسی قسم کی کوئی شکایت نہ کریں گے کہ پروگرام طویل ہوگیا کیونکہ یہ پروگرام ان کی دلچسپی کا تھا اور کسی بھی قسم کا مذہبی پروگرام میں صرف مروت کی

وجہ سے آنا ہو گیا تھا اس لئے زیادہ بیٹھنا بھی دشوار ہو رہا تھا۔ اب آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جملہ کو دوبارہ پڑھیں: ''نیک اعمال میں جلدی کرو۔'' کیا ہم اس جملہ کے سراسر خلاف کام نہیں کر رہے؟ یقیناً اس کے خلاف کام کر رہے ہیں اور اس لئے کہ نیک مجالس میں بیٹھ کر ہم اس مجلس میں قرآن کریم، نعت شریف پڑھنے والوں اور واعظینِ کرام کی آواز کو قریب سے سننا بھی پسند نہیں کرتے جبکہ خرافاتی پروگرام کے لئے بس نہیں چلتا کہ اسٹیج پر پہنچ کر وہ پروگرام سنیں اور دیکھیں تو جو آواز قریب سے سننے کی کوشش کی جاتی ہے وہی شعاعیں اس کے اندر سرایت کرتی ہیں اور جب دور سے یا بے دلی سے سنا جائے گا تو اس کے اثرات دل و دماغ پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔

حدیث کا دوسرا حصہ اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ فتنے قربِ قیامت میں اتنی تیزی سے سامنے آئیں گے کہ ایمان سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ ٹی۔وی سے قبل کوئی بھی نیا فتنہ پھیلنے میں سالوں بلکہ صدیاں بھی لگی ہیں مگر دورِ حاضر میں ٹی۔وی اور دیگر الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ فتنہ سیکنڈوں میں کروڑوں گھروں تک پہنچ جاتا ہے۔ پہلے کوئی نیا فتنہ ایک دوسرے کی زبان سے ہوتا ہوا دوسروں تک آہستہ آہستہ پہنچتا تھا اور کمزور ایمان والا بھی شاید اس کو فوراً قبول کرنے میں تامل کرتا ہو مگر آج کوئی سی بھی نئی بات، نیا عقیدہ، نئی سوچ، سیکنڈوں میں کروڑوں لوگوں تک بغیر کسی واسطے کے پہنچ جاتی ہے اور اگر سینکڑوں بھی اس بات کو قبول کر لیتے ہوں تو حضور کا یہ ارشاد صادق ہوا کہ صبح کو مسلمان تھا رات کو کافر ہو گیا اور رات کو ایمان کے ساتھ سویا صبح ٹی۔وی میں کوئی بات سنی جو اصل عقیدے کے خلاف تھی قبول کر لیا تو وہ ایمان سے گیا۔ اب سوچئے کہ اس ٹی۔وی کے دور میں اور ساتھ ہی انٹرنیٹ کے دور میں ایمان جیسی دولت کو سنبھالنا، بچانا برقرار رکھنا کتنا مشکل ہو گیا ہے۔

قارئین کرام آیئے امام احمد رضا محدثِ بریلوی کی تعلیمات سے روشنی حاصل کریں اور ان کی وصیت کو غور سے دوبارہ پڑھیں:

''تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھیڑیں ہو، بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں، تمہیں فتنے میں ڈالیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو، دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے یہ سب تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔''

امام احمد رضا کا ایمان وہی ایمان ہے جو صحابہ کرام کا تھا، تابعین، تبع تابعین کا، اکابرینِ امت کا تھا، ائمہ مذاہب کا تھا، اولیاء عظام کا تھا بالخصوص حضرت سیدنا عبد القادر کا، حضرت سیدنا امیر کبیر رفاعی کا، حضرت سیدنا شاہ عبد الرحیم، حضرت شاہ ولی محدثِ دہلوی کا، شاہ عبد الحق دہلوی، حضرت مجدد الفِ ثانی، حضرت علی ہجویری، حضرت معین الدین چشتی اجمیری علیہم الرحمۃ والرضوان کا تھا اور دورِ حاضر کے عرب کے ممتاز عالمِ دین اور مجددِ وقت حضرت سید محمد اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ کا تھا آپ نے وہی ایمان کی روشنی اپنی ۶۴ سالہ عملی زندگی میں دوسروں تک پہنچائی اپنی زندگی کے آخری ایام میں وصیت کر رہے ہیں کہ اے مصطفی ﷺ کی بھولی بھیڑو! ان بھیڑیوں کے حملوں سے بچو اور ایمان کی حفاظت کرو۔ آپ نے نشاندہی بھی کر دی کہ مسلمانوں کی لباس میں کون کون بھیڑیا بنا ہوا ہے۔ ان کے دور میں تو پھر بھی یہ بھیڑیا کبھی کسی ایک بھولی بھالی بھیڑ کا شکار کر لیتا تھا مگر اب تو یہ بھیڑیا ٹی۔وی کی صورت میں ہر گھر میں موجود ہے اور اس ٹی۔وی میں سے ہر بھیڑیا اپنی اپنی بولی بول کر بھولی بھالی بھیڑ کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور منہ سے ایسی نئی بات نکال دیتا ہے کہ یہ بھولی بھالی بھیڑ اس کو صحیح مان کر اپنے ایمان سے ہاتھ دھو لیتی ہے۔ آیئے ان بھیڑیوں کے نام کی نشاندہی کر کے ہم تعلیماتِ رضا کی روشنی میں حجت پوری کر دیتے ہیں کہ کل کوئی یہ نہ کہے کہ ادارہ نے جو امام احمد رضا کی تعلیمات کا دعویدار تھا ہم کو آگاہ نہ کیا کہ اس دور کی بھیڑیں کون کون سی ہیں:

دورِ حاضر میں ۲۰ ٹی۔وی چینل یہ کام کر رہے ہیں اور اس میں آنے والا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ وہ کس بدمذہب فرقہ سے تعلق رکھتا ہے

لیکن یہاں احقر نشاندہی کرنا چاہے گا کہ یہ کون کون سے ادارہ ہیں اور کون کون سی تنظیمیں ہیں:

ا۔ تنظیمِ اسلامی، جماعتِ اسلامی، دیوبندی، وہابی، خاکساری، پرویزی، اہلِ حدیث، سپاہِ صحابہ، جماعتِ توحید، جماعت دعوۃ السنۃ، شیعہ، رافضی، نیچری، آزاد خیال، دہریہ، منکرینِ حدیث۔۔۔

بظاہر ہر تنظیم کا ذمہ دار ہر بات قرآن وحدیث کی روشنی میں ہی کرے گا مگر قرآن وحدیث وہ توڑ مروڑ کر اس طرح پیش کرے گا کہ ہماری بھولی بھالی بھیڑیں اس کے پنجے میں آجائیں گی اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گی۔ ایک ٹی۔وی چینل کا دعویٰ ہے کہ وہ مکمل اسلامی چینل ہے اور وہ اہلِ سنت وجماعت کے عقائد کی بھرپور عکاسی کرتا ہے اور ظاہراً اس نے نعت خوانی کو بہت زیادہ فروغ دینے کا دعویٰ بھی کیا مگر وہ تنظیمِ اسلامی کے سربراہ کا روزانہ ٹی۔وی پر دو دو گھنٹے کا درس نشر کر رہا ہے۔ اس درس میں نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کا انکار کیا گیا بلکہ ساتھ ہی اللہ جل جلالہٗ کی کبریائی پر بھی حملہ کئے گئے۔ دوسری طرف اسی چینل نے نعت خوانی کو فروغ ضرور دیا مگر نعت خوانی کو پاپ میوزک کی شکل میں پیش کر کے نعت خوانی کی جتنی توہین ہوسکتی تھی اس کا مرتکب ہوا اور تعجب یہ کہ امام احمد رضا کا نام لینے والوں نے امام احمد رضا کے نعتیہ کلام کے ساتھ ذکرِ جلالت کو بھی بگاڑ کر (اوہ اوہ) کی تھاپ میں پیش کیا جو امام احمد رضا کی تعلیمات کے ۱۰۰ فیصد خلاف ہے۔

اس نعت خوانی کے انداز کو بھی غیر مسلموں نے نہیں بگاڑا ہمارے مسلمان خود ہی اس نعت خوانی کو بگاڑنے پر تلے ہوئے ہیں۔ بعض نعت خواں اگرچہ عمامہ اور ڈاڑھی کے ساتھ ہوتے ہیں مگر کھڑے ہو کر اس طریقے سے (اوہ اوہ) کی تھاپ میں نعت پڑھتے ہیں کہ دور سے کوئی یہی سمجھے گا کہ کوئی پاپ میوزک پر کچھ گا رہا ہے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون۔) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا اس قسم کی نعت خوانی کی سخت مخالفت کرتا ہے اور آپ کو طریقہ بتاتا ہے کہ نعت خوانی کس طرح کی کی جائے۔

نعت پڑھنے والا کلام کو بغیر کسی تھاپ اور بغیر کسی ایکو کی تھاپ کے پڑھے، سننے والے خاموشی کے ساتھ سر جھکائے، آنکھیں نیچے کئے ہوئے نعتیہ کلام کو سنیں۔ نہ ہاتھ اٹھانے کی ضرورت ہے نہ ہاتھوں کو لہرانے کی ضرورت ہے، نہ چیخنے چلانے کی ضرورت ہے بس یہ خیال کریں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھ رہے ہیں یا سن رہے ہیں، نہ جانے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت اپنے جلوۂ جہاں آراء سے نواز دیں اور یہ اگر پختہ یقین نہیں تو اتنا تو کم از کم یقین رکھیں کہ سرکار پڑھنے والے کو بھی دیکھ رہے ہیں اور سننے والے کو بھی دیکھ رہے ہیں تو کیا اب ممکن ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح تھرکیں جس طرح آج کل کی نعت خوانی میں لوگ تھرک رہے ہیں۔ بس خاموشی سے سنیں، سبحان اللہ کہیں چاہے نعرہ لگائیں لیکن ادب ملحوظِ خاطر رکھیں۔ عوام الناس کو بھی چاہئے صرف اس نعت خوانی میں شرکت کریں اور ان نعت خوانوں سے نعتیں سنیں جو انتہائی ادب کے ساتھ نعتیں پڑھتے ہیں تاکہ ثوابِ دارین حاصل ہو۔

قارئین کرام! ہماری گذارش ہے کہ ٹی۔وی پر جب مذہبی پروگرام آرہا ہو تو صرف اس کو سنیں جس کو آپ جانتے ہیں کہ یہ عالمِ دین ہے اور اہلِ سنت وجماعت سے تعلق رکھتا ہے ورنہ کتنا ہی بڑا اسکالر ہو یا کتنا ہی اچھا بولنے والا مقرر ہو ہرگز ہرگز اس کو نہ سنیں، اپنا ٹی۔وی بند کر دیں اور بچوں پر خاص توجہ رکھیں کہ ان کے کانوں میں دورِ حاضر کے بدمذہب فرقوں کے اسکالرز کی آوازیں نہ جائیں مبادا کہ ان کی باتیں ان پر اثر کر جائیں اور وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ آپ اپنا ایمان بچانے کے لئے زیادہ محنت کریں، معلومات حاصل کریں کہ ٹی۔وی پر کس کس چینل سے علمائے اہلِ سنت کے پروگرام آتے ہیں اور کن کن چینل سے باادب نعت خوانی کا پروگرام نشر ہو رہا ہے۔ امام احمد رضا کی تعلیمات کا یہی پیغام ہے۔ ایک دفعہ پھر ان کے ملفوظات پڑھیں:

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رب العزۃ جل جلالہٗ کے نور ہیں، حضور

سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لو۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت، ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے اللہ اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو۔ فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو۔ پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگِ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔''

قارئین کرام! ٹی۔وی میڈیا تعلیم کا ایک اچھا اور موثر ذریعہ ہوسکتا ہے بشرطیکہ ہم اس کو صحیح استعمال کریں۔ یقیناً زندگی کی رفتار بہت تیز ہوگئی ہے، اب سیکنڈوں میں ہمارا دین کا پیغام ہر گھر پہنچ سکتا ہے مگر حال اس کے برعکس ہے۔ کوئی ٹی۔وی چینل ایسا نہیں جس میں ہماری ماں بہنیں عریانی کی عکاسی نہ کر رہی ہوں۔ وہ خود بھی ایسا کر کے گنہگار ہوتی ہیں اور جتنے دیکھنے والے ہیں، سب گنہگار ہوتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ خبریں پڑھنے والی ٹی۔وی کے سامنے جب نظر آتی ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ کوئی غیر مسلم خاتون بیٹھی ہے جس کو شرم و حیا سے کوئی سروکار نہیں۔ ہماری مسلمان بہنوں کو یہ تو سوچنا چاہئے کہ قرآن کا ارشاد ہے کہ

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ۔۔۔ (النور: ۳۱)

اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں۔

قارئین کرام! آیئے اپنے ایمان کی اور اعمال کی حفاظت کریں اور ساتھ ہی اپنی اولاد کو بھی اس کی بھرپور تعلیم دیں کہ اول چیز ایمان ہے اور ہمیشہ اس عقیدہ پر قائم رہیں جو عقیدہ صوفیائے کرام نے عملاً ہم تک پہنچایا اور ہر زمانے میں صوفیائے کرام نے جس عقیدہ کی حفاظت فرمائی ہے اور لوگوں تک پہنچایا ہے اس پر قائم رہیں۔ آج سے ۹۰ برس قبل برصغیر پاک و ہند کے انتہائی ممتاز عالمِ دین، فقیہ اور عاشقِ رسول امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز نے جو پیغام ہم تک پہنچایا ہے اس کو پڑھیں، سمجھیں، یاد رکھیں اور اپنی اولاد تک منتقل کریں۔ دورِ حاضر میں ٹی۔وی سب سے اہم ہتھیار بن گیا ہے، اس کا استعمال اس وقت ۹۹ فیصد ہے۔ اول تقویٰ کا تقاضا ہے کہ اس کو ہرگز ہرگز استعمال نہ کیا جائے مگر اس سے بچنا تقریباً ناممکن ہوگیا۔ جب یہ صورتحال ہے تو ہر خرافات کے اوقات میں اس کو بند رکھیں اور مذہبی پروگرام صرف وہ دیکھیں اور سنیں جس میں علمائے اہلِ سنت دین سکھا رہے ہوں۔ جب کوئی بدمذہب یا آپ جس کو نہ جانتے ہوں وہ دین کی باتیں کر رہا ہو تو نہ خود سنیں اور نہ بچوں کو سننے دیں۔ اگر اسی طرح زندگی رواں دواں رہی تو اللہ اور اس کے رسول کی ذات سے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ اعمال تو جتنے صالح ادا ہو جائیں وہ ہمارے لئے کم ہیں اور یہ سب اعمال فقہ حنفی کے مطابق ادا ہوں کہ ہم سب برصغیر پاک و ہند میں فقہ حنفی کے پیروکار ہیں۔ ہاں اگر کوئی بقیہ ۳ میں سے کسی کا پیروکار ہے تو بیشک وہ اپنے امام کی تقلید کرے۔ یہ بات بچوں کے دلوں میں نقش کر دیں کہ ہم حنفی ہیں اور ہم کو صرف اس طریقہ پر عمل کرنا ہے جو ہمارے امام نے ہم کو بتائے اور بعد کے علماء نے ہمیں سکھائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے کہ جب ہم سوئیں تو ایمان کے ساتھ جب اٹھیں تو بھی ایمان کے ساتھ اور جب آخری بار آنکھ بند ہو تو بھی ایمانِ کامل کے ساتھ۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

تفسیرِ رضوی

# سورۃ البقرہ

گزشتہ سے پیوستہ

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی*

جلال الدین محلی سورۂ کہف میں فرماتے ہیں:

و اذ قلنا للملئکة اسجدوا لآدم سجود انحناء لا وضع جبهة۔

اور یہ دونوں حضرات اصح الاقوال لیتے ہیں۔ خطبۂ جلالین میں ہے:

هذا تكملة تفسير القرآن الكريم الذی الفه الامام جلال الدين المحلی علی نمطه من الاعتماد علی ارجح الاقوال۔

تو ان چاروں اکابر کے نزدیک راجح یہی قول دوم ہے کہ محض جھکنا تھا نہ سجدۂ معروفہ، بعض گروہ دیگر کے نزدیک قول اول راجح ہے۔ و به اقول لقعوا وخروا۔

بہر حال خود اختلاف نافی قطعیت ہے نہ کہ ترجیح بھی مختلف۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم ج۹ ص ۲۴۲؍۲۴۳)

(۳۶) فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ص وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۔☆

تو شیطان نے اس سے (یعنی جنت سے) انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا نیچے اترو آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک زمیں میں ٹھہرنا اور برتنا ہے۔

﴿۹﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

بعض لوگ اس آیت سے ثابت کرتے ہیں کہ بنی آدم میں سے کوئی اپنی حیات میں زمیں کے سوا کہیں نہ جائے گا (جیسا کہ آیت کے جز وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۔ سے واضح ہے) اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے تو چاہئے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آسمان پر تشریف فرما نہ ہوئے۔

جواب یہ ہے کہ بیشک یہ عام ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کو زمیں پر قرار ہے، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرار زمیں ہی پر ہے۔ زمیں میں سے کوئی بھی جدا نہ ہوگا اور یہ معنیٰ لیے جائیں کہ زمیں سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑے گا اور چاہئے کہ سمندر پر چلنا محال ہو کہ اس وقت بھی زمیں پر قرار نہیں ہوتا لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ سمندر پر تھوڑی دیر کے واسطے چلا جانا زمیں پر قرار ہونے کے منافی نہیں۔ (الملفوظ ۳؍ص ۵۰)

(۴۱) وَاٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ ص وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ز وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۔☆

اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو۔ اور مجھی سے ڈرو۔

﴿۱۰﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

اصل حکم یہ ہے کہ وعظ پر اجرت لینا حرام ہے۔ اور آیت "وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ز" سے ثابت ہے۔ درمختار میں اسے یہود و نصاریٰ کی ضلالتوں میں سے گنا۔ مگر

كم من حكم يختلف باختلاف الزمان كما فی العالمگيرية۔

کلیہ غیر مخصوصہ کہ طاعات پر اجرت لینا ناجائز ہے، ائمہ نے حالات زمانہ دیکھ کر اس میں سے چند چیزیں بضرورت مستثنیٰ کیں۔

* محقق رضویات و پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

امامت، اذان، تعلیم قرآن مجید، تعلیم فقہ، کہ اب مسلمانوں میں یہ اعمال بلانکیر معاوضہ کے ساتھ جاری ہیں۔ جمع البحرین وغیرہ میں ان کا پانچواں وعظ گنا وبس۔ فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں:

میں چند چیزوں پر فتویٰ دیتا تھا، اب ان سے رجوع کیا، از آنجملہ فتویٰ دیتا تھا کہ عالم کو جائز نہیں کہ دیہات میں دورہ کرے اور واعظ کے عوض تحصیل کرے مگر اب اجازت دیتا ہوں۔ لہٰذا ایسی بات نہیں جس پر نکیر لازم ہو۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۹/۱۸۵)

(۵۹) فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۔☆

تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا۔

## ﴿۱۱﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

(امام احمد رضا قدس سرہ سے کسی نے سوال کیا تو اس میں درود شریف کے بجائے (صلعم) وغیرہ لکھا تھا جس پر آپ نے تنبیہ فرمائی اور اس آیت سے اس کی حرمت پر استدلال فرمایا، چنانچہ فرماتے ہیں)

سائل کو جواب مسئلہ سے زیادہ نافع یہ بات ہے کہ درود شریف کی جگہ جو عوام و جہال (صلعم یا ع یا ص یا صلسم) لکھا کرتے ہیں محض مہمل و جہالت ہے۔ القلم احد ی اللسا نین ۔ (قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے) جیسے زبان سے درود شریف کے عوض یہ مہمل کلمات کہنا درود کو ادا نہ کرے گا یوں ہی ان مہملات کا لکھنا درود لکھنے کا کام نہ دے گا۔ ایسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے۔ میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں ایسے لوگ۔ فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم ۔ تو ظالموں نے بدل ڈالی وہ بات جو ان سے کہی گئی تھی) میں نہ داخل ہوں۔ نام پاک کے ساتھ ہمیشہ پورا درود لکھا جائے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (فتاویٰ رضویہ جدید ج ۹ ص ۳۱۴)

(۶۷) وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تَذْبَحُوا بَقَرَةً ط قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ط قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۔☆

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو بولے کہ کیا آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں فرمایا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں۔

## ﴿۱۲﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

اور ساتویں پارے چھٹی سورت سورۃ انعام کے دسویں رکوع میں موسیٰ و ہارون وغیرہما انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرکے مسلمانوں کو حکم دیتا ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ۔

(الانعام ۔ ۹۰)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ٹھیک راستے چلایا تو انہیں کی راہ چل۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگلے انبیاء کی شریعت میں جو کچھ تھا وہی ہمارے لئے بھی ہے جب تک ہماری شریعت اسے منسوخ نہ فرمادے، (اور یہاں گائے کے ذبح کرنے کا ذکر ہے) تو گائے کی قربانی کرنے کی ہمیں اجازت یوں بھی ثابت ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے گائے کا ذبح کیا جانا آج کا نہیں بلکہ اگلی شریعتوں سے چلا آتا ہے۔

تفسیر مذکور فرمائشی نولکشور جلد اول کے ص ۷ اسطر اخیر و ص ۱۸ سطر اول میں اس حکم الٰہی یعنی ذبح گاؤ کی حکمت یوں لکھی:

اس کے ذبح کرنے میں نکتہ یہ تھا کہ گوسالہ پرستوں کی سرزنش ہو، انہیں دکھا دیا جائے کہ جسے تم نے پوجا ذبح کرنے کے قابل ہے۔ عبادت اور مدح کے لائق نہیں۔

﴿جاری ہے۔۔۔﴾

معارفِ حدیث من افاضاتِ امام احمد رضا

گزشتہ سے پیوستہ

# ۶۔ شرک و کفر

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی*

۱۰۵۔ **عن** عبد الله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال: أهدی الی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم بغلة أهدا هاله کسری فرکبهابحبل من شعر ثم أردفنی خلفه ثم ساربی ملیا ثم التفت فقال: یا غُلَامُ! قلت: لبیك یا رسول الله! قال: اِحۡفَظِ اللّٰهَ یَحۡفَظُكَ،اِحۡفَظِ اللّٰهَ تَجِدۡهُ أَمَامَكَ، تَعَرَّفۡ اِلَی اللّٰهِ فِی الرَّخَاءِ یُعَرِّفۡكَ فِی الشِّدَّةِ، وَ اِذَا سَأَلۡتَ فَاسۡئَلِ اللّٰهَ، وَ اِذَا اِسۡتَعَنۡتَ فَاسۡتَعِنۡ بِاللّٰهِ، قَدۡ مَضَی الۡقَلَمُ بِمَا هُوَ کَائِنٌ فَلَوۡ جَهَدَ النَّاسُ اَنۡ یَّنۡفَعُوۡكَ بِمَا لَمۡ یَقۡضِهٗ اللّٰهُ لَكَ لَمۡ یَقۡدِرُوۡا عَلَیۡهِ ،وَ لَوۡ جَهَدَ النَّاسُ اَنۡ یَّضُرُّوۡكَ بِمَا لَمۡ یَکۡتُبۡهُ اللّٰهُ عَلَیۡكَ لَمۡ یَقۡدِرُوۡا عَلَیۡهِ، فَاِنِ اسۡتَطَعۡتَ اَنۡ تَعۡمَلَ بِالصَّبۡرِ مَعَ الۡیَقِیۡنِ فَافۡعَلۡ، فَاِنۡ لَمۡ تَسۡتَطِعۡ فَاصۡبِرۡ فَاِنَّ فِی الصَّبۡرِ عَلٰی مَا تَکۡرَهُهٗ خَیۡرًا کَثِیۡرًا ، وَاعۡلَمۡ اَنَّ مَعَ الصَّبۡرِ النَّصۡرَ، وَاعۡلَمۡ اَنَّ مَعَ الۡکَرۡبِ الۡفَرۡجَ ، وَاعۡلَمۡ اَنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ الۡیُسۡرَ ۔

فتاوی رضویہ حصہ اول ۹/۹۴

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ خچر پیش کیا گیا جو حضور کو کسریٰ نے ہدیہ میں بھیجا تھا۔ حضور اس پر سوار ہوئے ہاتھ میں بالوں کی رسی تھی پھر مجھے پیچھے سوار کرلیا اور مجھے تھوڑی دور لیکر چلے۔

پھر میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: اے بچے! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں فرمایا: اللہ تعالیٰ کو یاد کر اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہ کہ تو اسکی رحمت اپنے سامنے پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو کشادگی میں یاد رکھ اللہ تعالیٰ تجھ کو تیری پریشانی میں یاد رکھے گا۔ اور جب کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ، جب کسی سے مدد چاہے تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہ، جو کچھ ہونے والا تھا قلم لکھ کر گزر چکا۔ اگر لوگ سب ملکر بھی تجھے نفع پہونچانا چاہیں ایسی چیز سے جو تیری تقدیر میں نہیں تو نہیں پہونچا سکتے۔ اور اگر نقصان پہونچانا چاہیں ایسی چیز کا جو تیری تقدیر میں نہیں تو نہیں پہونچا سکتے۔ اگر تم سے ہو سکے تو یقین کے ساتھ صبر و رضا پر قائم رہنا ورنہ کم از کم صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دینا کہ ناپسندیدہ چیزوں پر صبر میں عظیم ثواب ہے۔ جان لو صبر کے ساتھ مدد شامل حال رہتی ہے اور پریشانی کے ساتھ کشادگی اور دشواری کے ساتھ آسانی لگی ہوئی ہے ۔۱۲م

۱۰۶۔ **عن** أمیر المؤمنین علی کرم الله تعالیٰ وجهه الکریم قال: أهدی کسری لرسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم فقبل منه ، وأهدی قیصر فقبل منه، و أهدت له الملوك فقبل منه ۔

فتاوی رضویہ حصہ اول ۹/۹۴

امیر المؤمنین حضرتِ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کسریٰ نے ہدیہ بھیجا تو حضور نے قبول فرمایا۔ قیصر نے بھیجا وہ بھی قبول فرمایا۔ اور دوسرے بادشاہوں نے بھیجا وہ بھی قبول فرمایا۔۱۲م

## (۱۱) غیر مسلم کو مذہبی امور کیلئے ملازم نہ رکھو

۱۰۷۔ **عن** عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه انه قیل له: اِن هنا غلاما من أهل الحیرة حافظا

* محقق رضویات و پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

کاتبا، فلو اتخذته کاتبا قال : اتخذت اذن بطانة من دو ن المؤ منين ۔　فتاوی رضویہ حصہ دوم ۲۸۹/۹

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا: یہاں ایک لڑکا حیرہ کا باشندہ موجود ہے جو امین و خوشخط ہے، اگر آپ اسکو محرر بنائیں۔ آپ نے فرمایا:

اگر میں ایسا کروں تو گویا میں مسلمانوں کے مقابل اسکو راز دار بناؤنگا۔۱۲م

۱۰۸۔ **عن** ............ قيل لعمر بن الخطاب رضی الله تعالى عنه ههنا رجل من أهل الحيرة نصرانی لا يعرف أقوى حفظا و لا أحسن خطا منه فإن رأيت أن تتخذه كاتبا، فامتنع عمر رضی الله تعالى عنه من ذلك و قال : إذن اتخذت بطانة من غير المؤمنين، فقد جعل عمر رضی الله تعالى عنه هذه الآية دليلا على النهی عن اتخاذ النصرانی بطانة ۔

فتاوی رضویہ حصہ دوم ۲۸۹/۹

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا گیا یہاں ایک حیرہ کا باشندہ نصرانی آیا ہوا ہے۔ امانت وخوشخطی میں نہایت مشہور ومعروف ہے اگر آپ چاہیں تو اسے محرر بنالیں۔ آپ نے منع فرمایا اور فرمایا: اگر میں نے ایسا کیا تو میں اسکو مسلمانوں کا راز دار بنانے والا ہوں گا۔ تو سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس آیت کو اس بات پر دلیل بتایا کہ غیر مسلم کو مذہبی و دینی امور کیلئے راز دار بنانا جائز نہیں۔

### ﴿۸﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

کفار وغیر مسلمین سے جملہ انواع معاملت ناجائز نہیں۔ مثلا بیع وشراء، اجارہ واستجارہ وغیرہ میں کیا راز دار بنانا یا اسکی خیر خواہی پر اعتماد کرنا ہے۔ جیسے چمار کو دام دئے جوتا گٹھوالیا، بھنگی کو مہینہ دیا پاخانہ کموالیا، بزاز کو روپے دئے کپڑا مول لے لیا، آپ تاجر ہیں کوئی چیز اسکے ہاتھ بیچی دام لے لئے وغیرہ وغیرہ۔

ہر کافر حربی محارب ہے، حربی ومحارب ایک ہی ہے، جیسے جدلی و مجادل، وہ ذمی ومعاہد کا مقابل ہے۔ راز دار بنانا ذمی ومعاہد کو بھی جائز نہیں۔ امیر المؤمنین کا مذکورہ ارشاد ذمی ہی کے بارے میں ہے۔ یوں ہی موالات مطلقا جملہ کفار سے حرام ہے، حربی ہو یا ذمی۔ ہاں صرف دربارۂ بر واحسان ان میں فرق ہے۔ معاہد سے جائز ہے کہ

لَا يَنْهَكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّيْنِ ،

اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے۔

اور حربی سے حرام کہ

اِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنُ الَّذِيْنَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّيْنِ ۔

اللہ تمہیں انہیں سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے۔

تفسیر کبیر میں یہ ہی فرمایا اور یہ ہی اکثر اہل تاویل کا قول بتایا۔ اسی پر اعتماد وتعویل ہے اور ائمہ حنفیہ کے یہاں تو اس پر اتفاق جلیل ہے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بلاشبہ رحمۃ للعلمین ہیں اور ارشاد خداوندی وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ کے نزول سے قبل انواع انواع کی نرمی اور عفو وصفح فرماتے۔ خود اموال غنیمت میں مؤلفۃ القلوب کا ایک سہم مقرر تھا، مگر اس ارشاد کریم نے ہر عفو وصفح کو نسخ فرمایا اور مؤلفۃ القلوب کا سہم ساقط ہوگیا۔

## حواشی

۱۰۵۔ المستدرك للحاكم ، معرفة الصحابة ، ۶۲۳/۳

۱۰۶۔ الجامع للترمذی، ۱۹۱/۲

۱۰۷۔ المصنف لابن ابی شيبة

☆ التفسير لابن ابی حاتم

۱۰۸۔ التفسير الكبير للرازی

﴿جاری ہے۔۔۔﴾

# کن کن باتوں کی دعا نہ کرنی چاہئے

معارف القلوب
من افاضاتِ امام احمد رضا

مصنف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن
شارح: امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان
محشی: مولانا عبد المصطفیٰ رضا عطاری*

گزشتہ سے پیوستہ

**مسئلہ ۱۴: قولِ رضا:** تحصیلِ حاصل کی دعا نہ کرے۔ مثلاً مرد کہے الٰہی! مجھے مرد کردے (☆) کہ یہ استہزاء ہے۔ (۳۲۸) ہاں ایسی دعا جس میں امتثالِ امرِ شریعت (۳۲۹) یا اظہارِ عجز و عبودیت یا خدا عزوجل اور رسول ﷺ سے محبت یا دین و اہلِ دین کی طرف رغبت یا کفر و کافرین سے نفرت وغیرہ منافع نکلتے ہیں، وہ جائز ہے۔ اگرچہ اس امر کا حصول یقینی ہو، جیسے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ ﷺ۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ اَللّٰھُمَّ اعْطِ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ۔ اَللّٰھُمَّ ارْضَ عَنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ اَللّٰھُمَّ اعْطِ بَیْتَكَ الْمُكَرَّمَ شَرَفًا وَّ تَكْرِیْمًا۔ اَللّٰھُمَّ الْعَنْ اَعْدَاءَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔

کہ اگرچہ نبی ﷺ پر درود کا نزول اور مسلمانوں کو رشد و ہدایت تک وصول، حضور اقدس ﷺ کو وسیلہ ملنا اور اللہ تعالیٰ کا اصحابِ کرم سے راضی ہونا اور بیتِ مکرم کی عزت و کرامت اور حضور کے اعداء پر غضب و لعنت سب یقینی باتیں ہیں۔ مگر ان دعاؤں میں وہی منافعِ مذکورہ ہیں تو فضول و استہزاء نہیں ہوسکتیں۔

**اقول۔۔۔** علاوہ بریں ان سب میں وہ تاویل جو انہیں طلبِ حاصل سے جدا کردے، ممکن وللتفصیل محلّ آخر

**مسئلہ ۱۵: قولِ رضا:** دعا میں حجر و تنگی نہ کرے۔ مثلاً یوں نہ مانگے کہ تنہا مجھ پر رحم فرما یا صرف مجھے اور میرے فلاں فلاں دوستوں کو نعمت بخش۔ حدیث میں ہے، ایک اعرابی نے دعا:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّلَا تَرْحَمْ مَّعَنَا اَحَدًا

''الٰہی! مجھ پر رحم کر اور محمد ﷺ پر اپنی رحمت نازل فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما۔'' فرمایا حضور اقدس ﷺ نے: لَقَدْ حَجَرْتَ وَاسِعًا۔ ''بیشک تُو نے بڑی وسعت والی چیز کو تنگ کردیا۔''

اے عزیز! رحمتِ الٰہی شاملِ اَنام ہے اور اس کا انعام عالم کو عام۔ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ (۳۳۰)

جو نیک بات اپنے لئے درکار ہو، جب تمام مسلمانوں کے لئے چاہے گا، اگر خود مستحق نہیں، اس خیر خواہیٔ عام کی برکت سے مستحق ہوجائے گا یا یوں کے ان میں بعض تو یقیناً ہر خیر و فلاح کے قابل ہیں تو کسی کا طفیلی ہو کر پائے گا۔ بخلاف اس صورت کے کہ صرف اپنے یا اور بعض اَحباب کے لئے چاہی، باقی کے لئے پسند نہ کی تو ایک تو عام مؤمنین کی بدخواہی، دوسرے کمالِ ایمان کا نقصان۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں: لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ

''تم میں کوئی مومن کامل نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی نہ چاہے جو خود اپنے لئے چاہتا ہے۔''

اور فرماتے ہیں: "الدین النصح لکل مسلم۔ ''دین ہر مسلمان کی خیر خواہی کا نام ہے۔'' لہٰذا احادیث میں تعمیمِ دعا (۳۳۱) کے بہت فضائل وارد ہوئے۔

کما اسلفناہ فی فصل الآداب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (۳۳۲)

* سابق استاذ جامعہ مدینۃ العلمیہ، گلستانِ جوہر، کراچی

# فصل ہشتم

## ان لوگوں کے بیان میں جن کی دعا قبول ہوتی ہے

قولِ رضا: وہ اُنیس[۱۹] ہیں۔ آٹھ حضرت مصنف قدس سرہٗ نے ذکر فرمائے اور گیارہ فقیر غَفَرَ اللّٰہُ تعالیٰ لَہٗ نے زائد کئے۔

اول: مضطر (۳۳۳)

قولِ رضا: اس کی طرف تو خود قرآن عظیم میں اشارہ موجود۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ (۳۳٤)

دوم: مظلوم اگرچہ فاجر ہو، اگرچہ کافر ہو۔

قولِ رضا: حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے: وعزتی لانصرنك ولو بعد حين۔ ''مجھے اپنی عزت کی قسم بیشک ضرور میں تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر کے بعد۔''

سوم: بادشاہ عادل — چہارم: مردِ صالح۔

پنجم: ماں باپ کا فرمانبردار۔ — ششم: مسافر۔

**قولِ رضا**: رواہ ابن ماجه والعقيلي والبيهقي عن ابی هريرة رضي الله عنه والبزار وزاد حتى يرجع والضياء عن انس واحمد والطبراني عن عقبة بن عامر رضي الله تعالى عنهم۔

متعدد احادیث میں ارشاد ہوا کہ ''اس کی دعا ضرور مستجاب ہے جس میں کچھ شک نہیں۔''

رواہ احمد والبخاری فی الادب المفرد و ابوداؤد والترمذی عن ابی هريرة ومنها حديث ابن ماجة والضياء المذكوران۔

بزار کے یہاں حدیثِ ابو ہریرہ ان الفاظ سے ہے: ''تین شخص ہیں کہ اللہ عزوجل پر حق ہے کہ ان کی کوئی دعا رد نہ کرے۔ روزہ دار تا افطار اور مظلوم تا انتقام اور مسافر تا رجوع۔ (۳۳۵)

## حواشی و حوالہ جات

(☆) جبکہ مرد سے یہی لغوی معنی مراد ہو اور اگر بمعنی شجاع و دلیر یا مردِ حقیقی، مردِ راہِ خدا مراد لے تو استہزاء نہیں۔ مشہور مثل ہے مرد باش یا خاک پائے مرد باش (یعنی تو مردِ خدا بن اگر ایسا نہیں کرسکتا تو کسی مردِ خدا کی خاکِ پا ہو جا)۔ ۱۲ منہ حفظہ ربہ

(۳۲۸) مذاق ٹھٹھا مستی۔

(۳۲۹) یعنی اَحکامِ شریعت کی بجا آوری۔

(۳۳۰) میری رحمت ہر شئے کو گھیرے ہوئے ہے۔

(۳۳۱) دعا کو عام کرنا یعنی اپنی دعا میں سب مسلمانوں کو شامل کرلینا۔

(۳۳۲) جیسا کہ ہم نے فصلِ آداب میں ذکر کیا اور اللہ عزوجل ہی حق کو زیادہ جاننے والا ہے۔

(۳۳۳) بے چین و پریشان حال۔

(۳۳۴) یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے، جب اسے پکارے اور دور کردیتا ہے برائی۔ سورۃ النمل۔ آیت: ٦٢ ترجمۂ کنز الایمان

(۳۳۵) یعنی جب تک سفر سے واپس گھر نہ لوٹ جائے۔

جاری ہے۔۔۔

# قاضیِ اسلام مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں بریلوی

## (کے چند اہم فتاویٰ کا تاریخی جائزہ)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری*

مولانا ابوالبرکات محی الدین جیلانی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی ابنِ مولانا مفتی امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدثِ بریلوی (م ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) ابنِ مولانا مفتی نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) ابنِ مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء) بریلی رحمہم اللہ، انڈیا میں ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/ ۷ جولائی ۱۸۹۲ء میں بروز جمعہ پیدا ہوئے[1]۔ جس وقت آپ پیدا ہوئے اس وقت آپ کے والدِ محترم امام احمد رضا خاں محدثِ بریلوی علمی اور قلمی دنیا میں ایک مستند فقیہ و مجتہد تسلیم کئے جاچکے تھے اور آپ کا علمی شہرہ عالمِ اسلام میں معروف ہوچکا تھا جبکہ آپ ہی کے بڑے بھائی مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) بھی عالم و فاضل و مفتی بن چکے تھے۔ آپ کے خاندان میں دارالافتاء بھی قائم تھا جو آپ کے جدِ امجد مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی نے (۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۰ء)[2] میں قائم کیا تھا۔ اس علمی ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔ آپ نے اپنے والدِ ماجد اور بڑے بھائی سے تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں ۱۸ سال کی عمر شریفہ میں اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ دارالعلوم منظر اسلام (قائم شدہ ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء)[3] سے دورۂ حدیث مکمل کر کے فارغ التحصیل ہوگئے۔[4] آپ کے اساتذہ کرام میں چند اور نام بھی خاصے اہم ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں، جن سے مختلف فنون مدرسہ میں حاصل کئے:

☆ علامہ رحم الٰہی منگلوری (م ۱۳۶۱ھ)

☆ علامہ سید بشیر احمد علی گڑھی

☆ علامہ ظہور الحسین فاروقی رامپوری (م ۱۳۴۲ھ)

مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی جب صرف ۶ ماہ کے تھے اس وقت کے صاحبِ نظر بزرگ اور عالمِ دین اور ولیِ وقت الشاہ سید ابو الحسین نوری مارہروی (م ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء) ابنِ سید ظہور حسن مارہروی نے دورۂ بریلی شہر کے موقع پر اپنی گود میں لے کر سلسلۂ قادریہ میں داخل فرمایا اور امام احمد رضا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے ان صاحبزادے کو اپنے خاندان کے تمام سلاسل میں خلافت و اجازت عطا کی اور فرمایا:

''یہ بچہ دین و ملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوقِ خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہونچے گا، یہ بچہ ولی ہے، اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دینِ حق پر قائم ہوں گے۔ یہ فیض کے دریا بہائے گا۔''[5]

مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کے پیر و مرشد کی یہ پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی کہ آپ کی دعوتِ دین کے باعث انڈیا کے پانچ لاکھ ہندوؤں نے اسلام قبول کیا اور ایک محتاط اندازے کے مطابق آپ کے وصال کے وقت آپ کے سلسلہ میں داخل مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ سے تجاوز تھی اور شاید ہی کوئی براعظم ہو جہاں آپ کے مرید نہ ہوں۔ آپ کا وصالِ مبارک ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ/ ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء میں ہوا اور جنازہ میں ۲۵ لاکھ افراد شریک ہوئے تھے[6] اور آپ کو آپ کے والد کے پہلو میں جگہ ملی۔

امام احمد رضا محدثِ بریلوی نے بھی آپ کو ۲۵ سلاسلِ اولیاء و سلاسلِ قرآن و سلاسلِ حدیث کی اجازت عطا فرمائی نیز تمام سلاسلِ رضویہ کی خلافت و اجازت ہی عطا فرمائی۔

مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی نے ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء تا ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء مدرسۂ منظر اسلام میں تدریسی خدمت انجام دی پھر

* صدر شعبۂ پٹرولیم ٹیکنالوجی، جامعہ کراچی

ایک اور مدرسۂ مظہرِ اسلام کے نام سے قائم کیا[۷] اور اس میں تدریس شروع کردی مگر جلد ہی کارِ افتاء میں مصروفیت کے باعث تدریس کم کردی اور فتویٰ نویسی کی طرف زیادہ متوجہ ہوئے۔

## مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی اور فتویٰ نویسی:

مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی نے بھی اپنے والدِ ماجد کی طرح فارغ التحصیل ہونے کے فوراً بعد فتویٰ نویسی کا آغاز کردیا اور حسنِ اتفاق سے امام احمد رضا نے پہلا فتویٰ مسئلہ رضاعت پر لکھا تھا اور آپ نے بھی پہلا فتویٰ مسئلہ رضاعت پر ہی لکھا۔

مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی نے جب اپنا پہلا فتویٰ مسئلہ رضاعت پر لکھا اور اس کو اصلاح کی غرض سے امام احمد رضا محدثِ بریلوی کے دارالافتاء میں پیش کیا گیا تو فتویٰ کا خط پہچان لیا کہ چھوٹے صاحبزادے نے لکھا ہے۔ آپ نے فوراً ان کو طلب کیا، صاحبزادے کی پیشانی اقدس کو چوما اور خوشی کا اظہار فرمایا، ساتھ ہی ان کے فتویٰ پر

صحیح الجواب بعون اللّٰہ العزیز الوھاب

لکھ کر اپنے دستخط فرمائے اور اس وقت ان کو ۵ روپے بطورِ انعام عطا فرما کر فرمایا: ''تمہاری مہر بنوا دیتا ہوں، اب فتویٰ لکھا کرو، اپنا ایک رجسٹر بنوالو، اس میں نقل بھی کیا کرو۔''[۸]

امام احمد رضا نے مہر کا خاکہ خود بنا کر دیا۔ دوسرے دن مہر بن کر آگئی جس کی عبارت مندرجہ ذیل تھی:

''ابوالبرکات محی الدین جیلانی آلِ رحمٰن عرف محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری ۱۳۲۸ھ''

امام احمد رضا خان محدثِ بریلوی خود کتنے بڑے عالم اور مفتیِ اسلام تھے، یہ بات ساری دنیا جانتی ہے کہ ان جیسا مفتی نہ ان کے ہم عصروں میں کوئی تھا اور نہ آج ۹۰ سال گذرنے کے بعد بھی ان جیسا کوئی مفتی ہوا بلکہ اس عرصہ میں ہزاروں مفتیوں نے ان کے فتاویٰ سے روشنی حاصل کی ہے اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ اس مقام و مرتبہ والے مفتیِ عالمِ اسلام نے جب ۱۳۳۹ھ میں متحدہ ہندوستان کے لئے ''دارالقضاء شرعی'' قائم فرمائی تو اس وقت سینکڑوں علماء و مفتیان کی موجودگی میں صرف دو حضرات کو منصبِ افتاء و قضاء پر مامور فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو اختیار مجھے عطا فرمایا ہے ہم اس کی بنا پر ان دونوں (یعنی مفتی امجد علی اعظمی خلیفۂ امام احمد رضا اور صاحبزادہ & اصغر مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی) کو نہ صرف مفتی بلکہ شرع کی جانب سے ان دونوں کو قاضی مقرر کرتا ہوں کہ ان کے فیصلہ کی وہی حیثیت ہوگی جو ایک قاضی اسلام کی ہوتی ہے۔''[۹]

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدثِ بریلوی نے اپنے ان صاحبزادے کو اپنے وصال سے ۷ ماہ قبل پورے ہندوستان کا مفتی و قاضی قرار دیا تھا چنانچہ امام احمد رضا کے وصال کے بعد دارالافتاء بریلی میں آپ اس مسندِ افتاء پر جلوہ افروز ہوئے جو آپ کے پردادا حضرت مفتی رضا علی خاں نے ۱۲۴۶ھ میں قائم کی تھی، اب ملاحظہ کیجئے دارالافتاء کی تاریخ اور خدمات:

۱۔ مفتی رضا علی خاں: ۱۲۴۶ھ تا ۱۲۸۲ھ۔ ۳۶ سال خدمتِ افتاء
۲۔ مفتی نقی علی خاں قادری: ۱۲۸۲ھ تا ۱۲۹۷ھ۔ ۱۵ سال خدمتِ افتاء
۳۔ امام احمد رضا خاں قادری: ۱۲۸۶ھ تا ۱۳۴۰ھ۔ ۵۵ سال خدمتِ افتاء
۴۔ مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری: ۱۳۲۸ھ تا ۱۴۰۲ھ۔ ۷۰ سال خدمتِ افتاء

خاندانِ رضا میں خدمتِ افتاء ہمیشہ تسلسل کے ساتھ جاری رہی اور آج بھی امام احمد رضا کے پرپوتے مولانا مفتی سبحان رضا خاں سبحانی ابنِ مولانا مفتی ریحان رضا خاں ریحانی (م ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء) ابنِ مولانا مفتی ابراہیم رضا خاں (۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء) ابنِ مولانا مفتی حامد رضا خاں (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) سے یہ کارِ افتاء جاری ہے۔ اس لحاظ سے خاندانِ رضا میں فتویٰ نویسی کا سلسلہ ۱۲۴۶ھ سے مسلسل (۱۸۰ سال سے) جاری ہے[۱۰] اور خدا اور اس کے رسول ﷺ نے چاہا تو صبحِ قیامت تک جاری رہے گا۔ خاندانِ رضا کے ایک اور

چشم و چراغ مولانا سبحان رضا کے چچا، مولانا مفتی حامد رضا خاں کے پوتے اور مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں کے نواسے اور تلمیذ و خلیفہ و رسم المفتی مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری نوری الازہری بھی پچھلے ۴۰ سال سے خدمتِ افتاء انجام دے رہے ہیں اور اس وقت بریلی شریف میں مرجع علماء و خلائق ہیں۔

## شانِ مفتیِ اعظم:

امام احمد رضا خاں محدثِ بریلوی شریعتِ محمدی کے نہایت محتاط عامل تھے اور سنتِ رسول ﷺ پر سختی سے کاربند تھے۔ لہٰذا یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے ازراہِ محبت اپنی اولاد مولانا مصطفیٰ رضا خاں کو پورے ہند کے لئے مفتی اور قاضی مقرر کیا۔ یقیناً آپ کے اندر وہ علمی صلاحیتیں موجود تھیں اور علم خود بولتا ہے۔ چنانچہ امام احمد رضا خاں کی حیاتِ طیبہ میں ہی مولانا مصطفیٰ رضا خاں فتویٰ جاری فرماتے رہے اور کبھی بھی آپ کو اپنے والد کی طرح فتویٰ واپس لینے کی ضرورت نہ پڑی بلکہ جب بھی قلم سے لکھا، حق لکھا اور حق کبھی رجوع نہیں کرتا بلکہ باطل کو حق کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے آپ کے فتاویٰ بھی امت کے لئے حجت ہیں۔ مفتیِ اعظم یعنی مفتیِ اسلام کہلانے کا حقدار بھی وہی ہوسکتا ہے جس کے فتاویٰ حرفِ آخر ہوں اور حق کا آئینہ ہوں۔ احقر کے نزدیک وہ شخص ہی مفتیِ اعظم یا مجتہد اور مجدد کہلانے کا حقدار ہے جو امتِ مسلمہ کے لاینحل مسائل کو حل کرے یا جابر حکومتوں کے سامنے حق بات کہنے کی جرأت رکھے اور وہی تحریر لکھے جو حق ہے اور اسلام کے عین مطابق ہے۔ مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی مفتیِ اعظم، مجتہد اور مجدد تینوں منصب کے اہل نظر آتے ہیں۔ یہاں چند شواہد اختصار سے پیش کر رہا ہوں، تفصیل کے لئے کتابوں کی نشاندہی کروں گا۔

۱۔ ہندوستان میں اندرا گاندھی حکومت کے دوران ۱۹۷۶ء-۱۹۷۷ء میں مسلمانوں کی نسل کو ختم یا کم کرنے کی ایک بھیانک سازش نسبندی کے نام سے شروع کی۔ حکومتِ ہند نے نسبندی کے جواز (یعنی مرد کو نامرد بنانے کے مہم) کے لئے مفتیانِ اسلام کو ترغیب دینے کے لئے مہم شروع کیں۔ کانگریسی علماء (یعنی جمعیت علمائے ہند) نے کانگریسی حکومت کا ساتھ دیتے ہوئے مسلمانوں کے اندر بھی نسبندی کے جواز کا فتویٰ جاری کر دیا۔ حکومتِ ہند نے ان علماء اور مفتیان کی حمایت کی ریڈیو، اخبارات اور ٹی۔وی کے ذریعہ خوب تشہیر کی تاکہ مسلمان اس پر عمل کریں اور ان کی نسل کم ہوتے ہوتے ختم ہو جائے۔

اس وقت بھی ہندوستان میں تقریباً ۲۵ کروڑ مسلمان ہوں گے۔ حکومتی تشہیر کے آگے حق گو مفتیان کی کہاں چل سکتی تھی کہ حکومت سے ٹکر لیتے لیکن اعلائے کلمۃ الحق کہنے والے ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں جو دینِ اسلام کو اس قسم کی مذموم سازشوں سے پامال نہیں ہونے دیتے۔ چنانچہ مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں محدثِ بریلوی کے صاحبزادے اور آپ کے نامزد کردہ مفتیِ اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری بریلوی نے ایک ارب غیر مسلموں کی حکومت کے خلاف کلمۂ حق ادا کرتے ہوئے نسبندی کے خلاف فتویٰ دیا کہ:

''نسبندی حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے۔'' !!

آپ نے اس فتویٰ کو لاکھوں کی تعداد میں اشتہار کی صورت میں شائع کروا کر پورے ہندوستان میں تقسیم کروا دیا جس کے اثرات جلد ہی مرتب ہوئے اور حکومت کو اپنا حکم نامہ واپس لینا پڑا۔ یوں کانگریسی (دیوبندی) علماء کی حقیقت بھی سامنے آئی کہ یہ حضرات مال و حکومت کے آگے قرآن و حدیث کو بیچ دیتے ہیں اور اعلائے کلمۃ الحق والے صرف اہلِ سنت و جماعت کے علماء ہیں جو ہمیشہ کفر و الحاد کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے ہیں اور اسلام کو ایسی مشکلات سے باہر نکال لیتے ہیں۔ (تفصیل کے لئے ماہنامہ استقامت ۱۹۸۳ء، ملاحظہ کریں۔)

۲۔ جنرل محمد ایوب خاں کے دورِ حکومت میں وفاقی نوعیت کی ایک کمیٹی چاند دیکھنے کے لئے تشکیل دی گئی کہ وہ عید و بقرعید کے موقعوں پر ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند دیکھ کر رویتِ ہلال کا اعلان کریں چنانچہ کمیٹی جہاز پر چڑھا کہ (سابق مشرقی پاکستان) سے اسلام آباد روانہ ہوئی اور اس کو ۲۹ ویں روزہ کو چاند نظر آگیا، اس بنیاد پر حکومت نے

اعلان بھی کردیا کہ اگلے روز عید ہے مگر علمائے اہلِ سنت و جماعت نے پاکستان میں اس عمل کو یکسر رد کردیا۔ حکومت نے دنیائے اسلام سے فتاویٰ مانگے۔ اکثریت نے حکومت کی تائید میں فتوے دیئے مگر مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری نے حکومت کے رد میں فیصلہ دیا۔ ملاحظہ کیجئے مولانا مصطفیٰ رضا کے فتوے کا ایک اقتباس:

''چاند کو زمین سے دیکھ کر روزہ رکھنے اور عید کرنے کا شرعی حکم ہے اور جہاں چاند نظر نہ آئے وہاں شرعی شہادت پر قاضی شرعی حکم دے گا۔ چاند کو سطح سے یا ایسی جگہ سے جو زمین سے ملی ہو، وہاں سے دیکھنا چاہئے۔ رہا جہاز سے چاند دیکھنا تو یہ غلط ہے کیونکہ چاند غروب ہوتا ہے، فنا نہیں ہوتا۔ اس لئے چاند کہیں ۲۹ کو اور کہیں ۳۰ کو نظر آتا ہے اور اگر جہاز میں چاند دیکھ کر رویت کا اعلان درست ہوتا تو مزید بلندی پر جاکر چاند ۲۷، ۲۸ تاریخ کو بھی نظر آسکتا ہے تو کیا ۲۷، ۲۸ تاریخ کو چاند دیکھ کر یہ حکم صادر کیا جاسکتا ہے کہ اگلے روز عید یا بقرعید ہے۔ اسی طرح جہاز سے چاند دیکھ کر یہ فتویٰ صادر کرنا کہ ۲۹ کا چاند دیکھنا معتبر ہے، بھلا کس طرح صحیح ہوگا؟''[۱۲]

مولانا مصطفیٰ رضا خاں کے فتوے کے بعد حکومت نے ۲۷، ۲۸ تاریخوں میں بلندی پر پرواز کرکے چاند دیکھنے کی کوشش کی اور چاند نظر بھی آگیا، تب حکومت نے آپ کے فتوے کو تسلیم کرکے رویت ہلال کمیٹی توڑ دی اور تمام مفتیان نے آپ کے فتوے کو تسلیم کیا اور پھر ہمیشہ کے لئے جہاز سے چاند دیکھنے کا عمل منقطع کردیا گیا۔ یقیناً آپ کا یہ فتویٰ صرف چند مسلمانوں کے لئے نہ تھا بلکہ کُل مسلمانوں کا اس پر عمل ہوا۔ اس لئے آپ کو کُل مسلمانوں کا مفتی کہنا حقیقتاً جائز ہے۔ اس لئے دورِ حاضر کا آپ کو مفتی اعظم کہنا بھی جائز اور درست ہوگا۔ ان دوشواہد کی بناء پر آپ نہ صرف مفتی اعظم کہلائے جاسکتے ہیں بلکہ ۱۵ویں صدی کے مجدد بھی تسلیم کئے جاسکتے ہیں کیونکہ مجدد کا کوئی نہ کوئی کام عالمی نوعیت کا ہونا چاہئے جس سے عالمِ اسلام کے تمام ہی مسلمان فائد حاصل کرسکیں۔ دورِ حاضر میں یہ بات عام ہوتی جارہی ہے کہ چند کتابوں کے مصنفین یا مفسرین یا محققین یا مصلحین اس صف میں کھڑے کردیئے گئے ہیں کہ ان کو مجدد مانو۔ اس منصب کو منوایا نہیں جاتا بلکہ اس مفتی کا کارنامہ اس منصب کے لئے منہ بولتا ثبوت ہوتا ہے اور پھر اس کو تسلیم کرنے کے لئے پروپیگنڈا نہیں کیا جاتا بلکہ جید علماء اور مفتیانِ کاملین اور ہر ذی شعور اس کو مجدد تسلیم کرتا ہے۔

مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں ابن مجدد امام احمد رضا خاں اپنے علمی و قلمی شہکار کارناموں کی بناء پر بلند رتبہ پر فائز ہیں۔ آپ اپنے زمانہ کے مجتہد، فقیہ اور مجدد کے منصب کے اہل تھے اور اس منصب کی تمام تر خوبیوں کے مالک تھے یعنی عالم بے بدل، فقیہ عصر، مفتی بصیر، اعلائے کلمۃ الحق کرنے والے اور زندگی میں ایک بھی فتویٰ واپس نہ لینے والے۔ خداوند کریم احقر کو بھی آپ کے نقشِ قدم چلائے اور آپ کی طرح استقامتِ دین عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

## حوالہ جات


۱۔ محمد شہاب الدین، ''مفتی اعظم اور ان کے خلفاء''، ص: ۲۰، انڈیا

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، ''تاریخ دارالافتاء بریلی''، ص: ۱۹
معارفِ رضا، شمارہ: ۹، جلد: ۲۵، ۲۰۰۵ء

۳۔ مولانا محمد ظفرالدین بہاری ''حیاتِ اعلیٰ حضرت''، ص: ۲۵، انڈیا

۴۔ محمد شہاب الدین ''مفتی اعظم اور ان کے خلفاء''، ص: ۳۰، انڈیا

۵۔ اخبار رفاقت (۱۵ روزہ)، پٹنہ، ص: ۱۳، ۱۹۶۱ء

۶۔ سید ریاست علی قادری، ''مفتی اعظم ہند''، کراچی

۷۔ مولانا شہاب الدین، ''مفتی اعظم اور ان کے خلفاء''
ص: ۴۱، انڈیا

۸۔ ایضاً، ص: ۸۳ — ۹۔ ایضاً، ص: ۸۴

۱۰۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، ''امام احمد رضا اور علمائے لاہور''
ص: ۱۸، مطبوعہ لاہور

۱۱۔ محمد شہاب الدین، ''مفتی اعظم اور ان کے خلفاء''، ص: ۹۱، انڈیا

۱۲۔ ایضاً ص: ۹۰

# کنز الایمان میں محاوروں کی بہار

بقلم ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی☆
بریلی شریف

مجددِ دین وملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کا ترجمۂ قرآن موسوم بہ ''کنز الایمان فی ترجمة القرآن معروف بہ ''کنز الایمان''، قرآن کریم کا ترجمان اور بلاشبہ خزانۂ ایمان ہے اور گنجینۂ علم وعرفان بھی، ساتھ ہی ساتھ لوبی حسن اور لسانی خوبیوں سے بھی مالا مال ہے۔

امام احمد رضا نے اس ترجمہ میں شہری اور علاقائی زبانوں کو بہت ہی خوبی سے برتا ہے، نیز محاورات کا بھی بہت ہی خوبصورت اور برمحل استعمال فرمایا ہے جس کی وجہ سے اس ترجمہ کے حسن اور لطفِ مطالعہ کی کیفیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

زیرِ نظر مضمون میں ہر سورہ کی مختلف آیات میں مستعمل محاوروں کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔ کچھ محاورے ایک ہی سورہ میں یا الگ الگ سورتوں میں ایک سے زیادہ بار بھی آئے ہیں۔ اگر وہ ہر مقام پر پیش نہ بھی کئے جاسکیں ایک بار کے علاوہ تو اس سے مضمون پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مقصد صرف محاورات کی بہار دکھانا ہے کہ کس کثرت سے ان کا استعمال کر کے امام احمد رضا نے ایجاز و بلاغت کا حسن برپا کیا ہے۔

## سورۂ الِ عمران۔۳

محاورہ (۱): منہ کالا ہونا: ذلیل ورسوا ہونا

(۲): منہ اجلا ہونا: باعزت ہونا، کامیاب وکامران ہونا

آیت: یَوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡہٌ الخ (آیت:۱۰۶)

ترجمہ: جس دن کچھ منہ (اونجالے) اجالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔

محاورہ (۳): کمی کرنا: درگزر کرنا، کوتاہی کرنا، جان کر ٹالنا

آیت: یَا اَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَةً مِّنۡ دُوۡنِکُمۡ لَا یَاۡلُوۡنَکُمۡ خَبَالًا ط (آیت:۱۱۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے۔

محاورہ (۴): منہ اٹھائے چلے جانا: بے خبر چلے جانا، بے دھڑک جانا، دیکھے بھالے بغیر جانا

(۵): پیٹھ پھیرنا: رخ پھیرنا، منہ موڑنا، توجہ نہ دینا

آیت: اِذۡ تُصۡعِدُوۡنَ وَلَا تَلۡوٗنَ عَلٰۤی اَحَدٍ وَّ الرَّسُوۡلُ یَدۡعُوۡکُمۡ فِیۡۤ اُخۡرٰىکُمۡ۔۔۔ الآیۃ (آیت:۱۵۳)

ترجمہ: جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے۔

محاورہ (۶): منہ پھیر دینا: رخ پھیر دینا

آیت: ثُمَّ صَرَفَکُمۡ عَنۡھُمۡ لِیَبۡتَلِیَکُمۡ۔ الآیۃ (آیت:۱۵۲)

ترجمہ: پھر تمہارا منہ ان سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے۔

## سورۃ النساء۔۴

محاورہ (۷): ہاتھ روکنا: باز رہنا، دست کش ہونا

آیت: اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ قِیۡلَ لَھُمۡ کُفُّوۡۤا اَیۡدِیَکُمۡ وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ ۔۔۔ الآیۃ (آیت:۷۷)

ترجمہ: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن سے کہا گیا اپنے ہاتھ کو روک لو اور نماز قائم رکھو۔

محاورہ (۸): اوندھے گرنا: بلا سوچے سمجھے لالچ میں کسی کام کے لئے دوڑ پڑنا

آیت: کُلَّمَا رُدُّوۡۤا اِلَی الۡفِتۡنَةِ اُرۡکِسُوۡا فِیۡھَا۔۔۔ الآیۃ (آیت:۹۱)

ترجمہ: جب کبھی ان کی قوم انہیں فساد کی طرف پھیرے تو اس پر اوندھے گرتے ہیں۔

☆ ڈائریکٹر رضا اکیڈمی، بریلی شریف

محاورہ (۹): راہ دکھانا: راستہ بتانا

آیت: وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا (آیت:۱۳۷)

ترجمہ: نہ انہیں راہ دکھائے۔

محاورہ (۱۰): دل پر مہر ہو جانا: دل کا ایسا مسخ ہو جانا کہ اس پر کسی بات کا اثر نہ پڑے۔

آیت: بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا۔۔۔ (آیت:۱۵۵)

ترجمہ: بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے۔

## سورۃ المائدہ۔۵

محاورہ (۱۱): آس ٹوٹنا: امید ٹوٹنا، امید ختم ہونا

آیت: اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ۔۔۔ الآیۃ (آیت:۳)

ترجمہ: آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی۔

محاورہ (۱۲): نگاہ رکھنا: نگرانی کرنا، نظر رکھنا

آیت: كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ط وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (آیت:۱۱۷)

ترجمہ: تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے۔

## سورۃ الانعام۔۶

محاورہ (۱۳): باتیں بنانا: جھوٹ بولنا، حیلے بہانے کرنا یا بنانا

آیت: وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (آیت:۲۴)

ترجمہ: اور گم گئیں ان سے جو باتیں بناتے تھے۔

محاورہ (۱۴): کان لگانا: دھیان دینا، باتیں سننا

آیت: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ج (آیت:۲۵)

ترجمہ: اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتا ہے۔

محاورہ (۱۵): پھیر دینا: رخ موڑ دینا، بدل دینا، لوٹا دینا

آیت: وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ۔ الآیۃ (آیت:۱۱۰)

ترجمہ: اور ہم پھیر دیتے ہیں ان کے دلوں اور آنکھوں کو۔

## سورۃ الاعراف۔۷

محاورہ (۱۶): کھیل تماشا بنانا: ہنسی مذاق اڑانا، کھلواڑ کرنا، ہنسی اڑانا

آیت: الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (آیت:۵۱)

ترجمہ: جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا اور دنیا کی زینت نے انہیں فریب دیا۔

محاورہ (۱۷): زبان نکالنا: ہانپنا

آیت: فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ج اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ط (آیت:۱۷۶)

ترجمہ: تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے۔

## سورۃ الانفال۔۸

محاورہ (۱۸): ڈھارس بندھانا: ہمت بندھانا، تسلی دینا

محاورہ (۱۹): قدم جمانا: جم کر کھڑا ہونا، استقلال حاصل کرنا، ثابت قدم کرنا

آیت: وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ (آیت:۱۱)

ترجمہ: اور تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جما دے۔

محاورہ (۲۰): پیٹھ دینا: لڑائی سے بھاگ جانا

آیت: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ (آیت:۱۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب کافروں کے لام (لشکر) سے

تمہارا مقابلہ ہو تو انہیں پیٹھ نہ دو۔

محاورہ (۲۱): منہ پھیر کر پلٹ جانا: منہ پھیر کر چلے جانا، اظہارِ بیزاری کرنا

آیت: وَلَوۡ عَلِمَ اللّٰهُ فِيۡهِمۡ خَيۡرًا لَّاَسۡمَعَهُمۡ ؕ وَلَوۡ اَسۡمَعَهُمۡ لَتَوَلَّوۡا وَّهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ (۲۳)

ترجمہ: اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی جانتا تو انہیں سنا دیتا اور اگر سنا دیتا جب بھی انجام کار منہ پھیر کر پلٹ جاتے۔

## سورۃ التوبہ۔۹

محاورہ (۲۲): منہ آنا: طعنہ دینا، آوازیں کسنا

آیت: وَطَعَنُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ فَقَاتِلُوۡۤا اَئِمَّةَ الۡكُفۡرِ (آیت:۱۲)

ترجمہ: اور تمہارے دین پر منہ آئیں تو کفر کے سرغنوں سے لڑو۔

محاورہ (۲۳): دل ٹکڑے ٹکڑے ہونا: سخت صدمہ ہونا

آیت: اِلَّاۤ اَنۡ تَقَطَّعَ قُلُوۡبُهُمۡ (آیت:۱۱۰)

ترجمہ: مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

## سورہ یونس۔۱۰

محاورہ (۲۴): جان چھڑانا: پیچھا چھڑانا، گرفت سے نکالنا

آیت: وَلَوۡ اَنَّ لِكُلِّ نَفۡسٍ ظَلَمَتۡ مَا فِى الۡاَرۡضِ لَافۡتَدَتۡ بِهٖ (آیت:۵۴)

ترجمہ: اگر ہر ظالم جان زمین میں جو کچھ ہے سب کی مالک ہوتی ضرور اپنی جان چھڑانے میں دیتی۔

## سورہ ہود۔۱۱

محاورہ (۲۵): عادت پڑنا: سبھاؤ ہونا، ڈھب ہونا، لت لگنا

آیت: وَمِنۡ قَبۡلُ كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ (آیت:۷۸)

ترجمہ: اور انہیں آگے ہی سے برے کاموں کی عادت پڑی تھی۔

## سورۂ یوسف۔۱۲

محاورہ (۲۶): جی لبھانا: دل کو مائل کرنا

آیت: اِذۡ رَاوَدۡتُّنَّ يُوۡسُفَ عَنۡ نَّفۡسِهٖ (آیت:۵۱)

ترجمہ: جب تم نے یوسف کا جی لبھانا چاہا۔

## سورۃ النحل۔۱۶

محاورہ (۲۷): کان رکھنا: توجہ دے کر سننا

آیت: اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّسۡمَعُوۡنَ (آیت:۶۵)

ترجمہ: بے شک اس میں نشانی ہے ان کو جو کان رکھتے ہیں۔

محاورہ (۲۸): بات پھینکنا: آوازیں کسنا

آیت: فَاَلۡقَوۡا اِلَيۡهِمُ الۡقَوۡلَ اِنَّكُمۡ لَـكٰذِبُوۡنَ (آیت:۸۶)

ترجمہ: تو وہ ان پر بات پھینکیں گے کہ تم بیشک جھوٹے ہو۔

## سورۂ بنی اسرائیل۔۱۵

محاورہ (۲۹): دھکے کھانا: مارے مارے پھرنا

آیت: ثُمَّ جَعَلۡنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصۡلٰٮهَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا (آیت:۱۸)

ترجمہ: پھر اس کے لئے جہنم کر دیں کہ اس میں جائے مذمت کیا ہوا، دھکے کھاتا۔

محاورہ (۳۰): لام باندھنا: فوج کشی کرنا

آیت: وَاَجۡلِبۡ عَلَيۡهِمۡ بِخَيۡلِكَ وَرَجِلِكَ (آیت:۶۴)

ترجمہ: اور ان پر لام باندھ لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا۔

## سورۃ الکہف۔۱۸

محاورہ (۳۱): ہاتھ ملنا: پچھتانا

آیت: يُقَلِّبُ كَفَّيۡهِ عَلٰى مَاۤ اَنۡفَقَ فِيۡهَا وَهِىَ خَاوِيَةٌ --- (آیت:۴۲)

ترجمہ: تو اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا اس لاگت پر جو اس باغ میں خرچ کی تھی اور وہ اپنی ٹیٹوں پر (اوندھے منہ) گرا ہوا تھا۔

محاورہ (۳۲): پرا باندھنا: صف بستہ ہونا، صف باندھنا

آیت: وَعُرِضُوۡا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا --- (آیت:۴۸)

ترجمہ: اور سب تمہارے رب کے حضور پرا باندھے پیش ہوں گے۔

## سورۂ مریم۔ ۱۹

محاورہ (۳۳): ڈھیل دینا: دانستہ چشم پوشی کرنا، قصداً توجہ نہ کرنا

آیت: قُلْ مَنْ کَانَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلْیَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا (آیت:۷۵)

ترجمہ: تم فرماؤ جو گمراہی میں ہو تو اسے رحمٰن خوب ڈھیل دے۔

## سورۂ طٰہٰ۔ ۲۰

محاورہ (۳۴): گرہ کھولنا: عقدہ کشائی کرنا، گانٹھ کھولنا

آیت: وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ (آیت:۲۷)

ترجمہ: اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔

محاورہ (۳۵): آسن مارنا: جم کر بیٹھنا

آیت: قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَیْهِ عٰکِفِیْنَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی (آیت:۹۱)

ترجمہ: بولے ہم تو اس پر آسن مارے جمے رہیں گے جب تک ہمارے پاس موسیٰ لوٹ کر نہ آئیں۔

## سورۃ الانبیاء۔ ۲۱

محاورہ (۳۶): باتیں بنانا: جھوٹ بولنا، حیلہ بہانہ کرنا

آیت: وَ لَکُمُ الْوَیْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ (آیت:۱۸)

ترجمہ: اور تمہاری خرابی ہے ان باتوں سے جو بناتے ہو۔

آیت: فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ (آیت:۲۲)

ترجمہ: تو پاکی ہے اللہ عرش کے مالک کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔

محاورہ (۳۷): جان بچانا: حفاظت کرنا

آیت: اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ (آیت:۴۳)

ترجمہ: کیا ان کے کچھ خدا ہیں جو ان کو ہم سے بچاتے ہیں۔ وہ اپنی جانوں کو نہیں بچا سکتے۔

## سورۃ النور۔ ۲۴

محاورہ (۳۸): عیب لگانا: الزام دھرنا

آیت: وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ...... (آیت نمبر۶)

ترجمہ: اور وہ جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں۔

## سورۃ الشعراء۔ ۲۶

محاورہ (۳۹): دل جلانا: سخت رنج دینا

آیت: وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ (آیت نمبر۵۵)

ترجمہ: اور بیشک وہ ہم سب کا دل جلاتے ہیں۔

## سورۃ النمل

محاورہ (۴۰): مٹی ہو جانا: خاک ہو جانا، بگڑ جانا، مر کر مٹی میں مل جانا

آیت: وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا ءَاِذَا کُنَّا تُرٰبًا وَّ اٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ (آیت:۶۷)

ترجمہ: اور کافر بولے کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے، کیا ہم پھر نکالے جائیں گے۔

محاورہ (۴۱): غم کھانا: صدمہ اٹھانا

آیت: وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ...... (آیت:۷۰)

ترجمہ: اور تم ان پر غم نہ کھاؤ۔

## سورۃ الروم۔ ۳۰

محاورہ (۴۲): ٹکڑے ٹکڑے کرنا: پارہ پارہ کرنا، قیمہ کرنا، برباد کرنا

آیت: مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ ...... (آیت:۳۲)

ترجمہ: ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

## سورۃ الاحزاب۔۳۳

محاورہ (۴۳): پیٹھ پھیرنا: عہد سے پلٹنا، لڑائی سے بھاگنا

آیت: وَلَقَدْ کَانُوْا عَاھَدُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ط (آیت:۱۵)

ترجمہ: اور بیشک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے۔

## سورۃ الفاطر۔۳۵

محاورہ (۴۴): ڈھیل دینا: چشم پوشی کرنا، مہلت دینا

آیت: وَّلٰکِنْ یُّؤَخِّرُھُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی...... (آیت:۴۵)

ترجمہ: لیکن ایک مقرر میعاد تک انہیں ڈھیل دیتا ہے۔

## سورۃ یٰسٓ۔۳۶

محاورہ (۴۵): ٹھٹھا کرنا: ہنسی کرنا، ہنسی اڑانا

آیت: یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ ج مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ (آیت:۳۰)

ترجمہ: اور کہا گیا ہائے افسوس ان بندوں پر جب ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں۔

محاورہ (۴۶): منہ پر مہر کرنا: زبان بند کردینا، منہ بند کردینا، خاموش رہنے کا حکم

آیت: اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاھِھِمْ...... (آیت نمبر ۶۵)

ترجمہ: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کردیں گے۔

## سورۃ الصّٰفّٰت۔۳۷

محاورہ (۴۷): آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا: خاطر میں نہ لانا، کسی اور کو نہ دیکھنا

آیت: وَعِنْدَھُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ (آیت:۴۸)

ترجمہ: اور ان کے پاس ہیں جو شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی۔

## سورۃ صٓ۔۳۸

محاورہ (۴۸): ہنسی بنالینا: مذاق بنالینا

محاورہ (۴۹): آنکھیں پھر جانا: بے مروت ہوجانا، گھمنڈ ہوجانا

آیت: اَتَّخَذْنٰھُمْ سِخْرِیًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْھُمُ الْاَبْصَارُ (آیت نمبر ۶۳)

ترجمہ: کیا ہم نے انہیں ہنسی بنالیا یا آنکھیں ان کی طرف سے پھر گئیں۔

## سورۃ الزمر

محاورہ (۵۰): بال کھڑا ہونا: ڈر لگنا

آیت: جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ...... (آیت نمبر ۲۳)

ترجمہ: اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

## سورۃ الشوریٰ۔۴۲

محاورہ (۵۱): پھوٹ ڈالنا: دشمنی ڈالنا

آیت: وَمَا تَفَرَّقُوْٓا...... (آیت:۱۴)

ترجمہ: اور انہوں نے پھوٹ نہ ڈالی۔

## سورۃ الفتح۔۴۸

محاورہ (۵۲): پیٹھ پھیر دینا: لڑائی سے بھاگ لینا

آیت: وَلَوْ قٰتَلَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ... (آیت:۲۲)

ترجمہ: اور اگر کافر تم سے لڑیں تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر دیں گے۔

## سورۃ النجم۔۵۳

محاورہ (۵۳): خیال باندھنا: تصور کرنا، منصوبہ بنانا، تمنا کرنا

آیت: اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰی (آیت نمبر ۲۴)

ترجمہ: کیا آدمی کو مل جائے گا جو کچھ وہ خیال باندھے۔

## سورۃ القمر۔۵۴

محاورہ (۵۴): پلک مارنا: پلک جھپکنا، آنکھ کا اشارہ کرنا

آیت: وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَۃٌ کَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ (آیت:۵۰)

ترجمہ: اور ہمارا کام تو ایک بات کی بات ہے جیسے پلک مارنا۔

## سورۃ الحدید۔۵۵

محاورہ (۵۵): بڑائی مارنا: شیخی بگھارنا، گھمنڈ کرنا، تفاخر کرنا۔

آیت: وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ ...... (آیت نمبر ۲۰)

ترجمہ: اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا۔

## سورۃ المجادلہ۔۵۸

محاورہ (۵۶): ہاتھ لگانا: مَس کرنا، چھونا، چھیڑنا

آیت: فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآ سَّا ط (آیت:۳)

آیت: مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآ سَّا ...... (آیت نمبر ۴)

ترجمہ: تو ان پر لازم ہے ایک بردہ (غلام) آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔

## سورۃ القلم۔۶۸

محاورہ (۵۷): نیچی نگاہیں کرنا: شرم وحیا سے یا احساسِ جرم و ندامت سے آنکھیں نیچی کرنا

آیت: خَاشِعَۃً اَبْصَارُھُمْ تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ ط ...... (آیت نمبر ۴۳)

ترجمہ: نیچی نگاہیں کئے ہوئے ان پر خواری چڑھ رہی ہوگی۔

## سورۃ الحاقۃ۔۶۹

محاورہ (۵۸): حال پتلا ہونا: حالت خراب ہونا

آیت: وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَھِیَ یَوْمَئِذٍ وَّاھِیَۃٌ (آیت نمبر ۱۶)

ترجمہ: اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن اس کا پتلا حال ہوگا۔

## سورۃ المعارج۔۷۰

محاورہ (۵۹): پیٹھ دینا: منہ موڑنا

آیت: نَزَّاعَۃً لِّلشَّوٰیO تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی (آیت:۱۷)

ترجمہ: کھال اتار لینے والی بلا رہی ہے اس کو جس نے پیٹھ دی اور منہ پھیرا۔

## سورۃ القیٰمۃ۔۷۵

محاورہ (۶۰): منہ بگڑنا: حالت خراب ہونا، منہ اترا ہونا

آیت: وَوُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ بَاسِرَۃٌ (آیت نمبر ۲۴)

ترجمہ: اور کچھ منہ اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے۔

محاورہ (۶۱): کمر توڑنا: تھکا دینا، شکستہ کرنا، عاجز کر دینا

آیت: تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِھَا فَاقِرَۃٌ (آیت نمبر ۲۵)

ترجمہ: سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ وہ کی جائے گی جو کمر توڑ دے۔

## خلاصۂ کلام

کچھ محاورے ایسے ہیں جو مختلف سورتوں کی مختلف آیات میں آئے ہیں جیسے (۱) منہ پھیر دینا، (۲) دلوں پر مہر کرنا، (۳) آسن مارنا، (۴) پرا باندھنا، (۵) برائی میں گئی نہ کرنا، (۶) کان لگانا وغیرہ۔ لہٰذا کوشش یہی کی گئی ہے کہ انہیں ایک ہی مقام پر ظاہر کیا جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ محاورے نظر سے چوک گئے ہوں۔ (اگر مزید تحقیق کی جائے تو اس فہرست میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔) اس مضمون میں کنزالایمان میں صرف محاوروں کے استعمال اور ان کی کثرت دکھانا مقصود ہے، ان پر تبصرہ یا دیگر مترجمین کے تراجم سے موازنہ مقصد نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

# قرآن کریم علماءِ دیوبند کی نظر میں

ترتیب: خلیل احمد رانا

## علماءِ دیوبند اور توہین قرآن:

علماءِ دیوبند کے متعلق اُن کے حواری پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ہمارے علماء نے قرآن کی بہت خدمت کی، بہت قدر کی، بہت سی تفسیریں لکھیں، ہمارے درسِ قرآن کا بہت شہرہ ہے، ہم نے قرآن کے اتنے حافظ بنائے وغیرہ وغیرہ۔

یہ ساری باتیں سننے کے بعد آپ حیران ہوں گے کہ قرآن کریم کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ غفلت کی حالت میں یعنی بے خبری یا بغیر دھیان کے قرآن پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ معاذ اللہ، بخار کی حالت میں ہذیان اور بکواس کرنا ہے، آپ کہیں گے کہ ایسا کس نے لکھا اور کہاں لکھا ہے تو سنئے:

مولوی محمد زکریا کاندھلوی (۱۳۱۵ھ-۱۴۰۲ھ) سابق امیر تبلیغی جماعت نے ایک کتاب ''فضائل نماز'' لکھی ہے، یہ کتاب کئی اداروں نے علیحدہ بھی شائع کی ہے اور ''تبلیغی نصاب'' میں بھی شامل ہے، آجکل اسی تبلیغی نصاب میں سے ''فضائل دُرود'' کا حصہ نکال کر ''اس کو ''فضائل اعمال'' کے نام سے شائع کیا گیا ہے، اس میں بھی یہ حصہ ''فضائل نماز'' شامل ہے، فضائل نماز کے بالکل آخر میں لکھتے ہیں:

### آخری گذارش

صوفیاء نے لکھا ہے کہ نماز حقیقت میں اللہ جل شانہٗ کے ساتھ مناجات کرنا اور ہم کلام ہونا ہے جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا، نماز کے علاوہ اور عبادتیں غفلت میں بھی ہو سکتی ہیں مثلاً زکوٰۃ ہے کہ اس کی حقیقت مال کا خرچ کرنا ہے یہ خود ہی نفس کو اتنا شاق ہے کہ اگر غفلت کے ساتھ ہو تب بھی نفس کو شاق گزرے گا، اسی طرح روزہ، دن بھر بھوکا پیاسا رہنا، صحبت کی لذت سے رُکنا کہ یہ سب چیزیں نفس کو مغلوب کرنے والی ہیں، غفلت سے بھی اگر متحقق ہوں تو نفس کی شدت اور تیزی پر اثر پڑے گا، لیکن نماز کا معظم حصہ ذکر ہے، قرآت قرآن ہے، یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں، ایسی ہی ہیں جیسے کہ بخار کی حالت میں ہذیان اور بکواس ہوتی ہے کہ جو چیز دل میں ہوتی ہے وہ زبان پر ایسے اوقات میں جاری ہو جاتی ہے نہ اس میں کوئی مشقت ہوتی ہے نہ کوئی نفع، اسی طرح چونکہ نماز کی عادت پڑ گئی ہے اس لئے اگر توجہ نہ ہو تو عادت کے موافق بلا سوچے سمجھے زبان سے الفاظ نکلتے رہیں گے، جیسا کہ سونے کی حالت میں اکثر باتیں زبان سے نکلتی ہیں کہ نہ سننے والا اس کو اپنے سے کلام سمجھتا ہے نہ اس کا کوئی فائدہ ہے، اسی طرح حق تعالیٰ شانہٗ بھی ایسی نماز کی طرف التفات اور توجہ نہیں فرماتے جو بلا ارادہ کے ہو، اس لئے نہایت اہم ہے کہ نماز اپنی وسعت و ہمت کے موافق پوری توجہ سے پڑھی جائے، لیکن یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اگر یہ حالات اور کیفیات جو پچھلوں کی معلوم ہوئی ہیں حاصل نہ بھی ہوں تب بھی نماز جس حال سے بھی ممکن ہو ضرور پڑھی جائے، یہ بھی شیطان کا ایک سخت ترین مکر ہوتا ہے وہ یہ سمجھائے کہ بُری طرح پڑھنے سے تو نہ پڑھنا ہی اچھا ہے، یہ غلط ہے، نہ پڑھنے سے بُری طرح کا پڑھنا ہی بہتر ہے، اس لئے کہ نہ پڑھنے کا جو عذاب ہے وہ نہایت ہی سخت ہے، حتیٰ کہ علماء کی ایک جماعت نے اس شخص کے کفر کا فتویٰ دیا ہے جو جان

بوجھ کر نماز چھوڑے، جیسا کہ پہلے باب میں مفصل گذر چکا ہے البتہ اس کی کوشش ضرور ہونا چاہئے کہ نماز کا جو حق ہے اور اپنے اکابر اس کے مطابق پڑھ کر دکھا گئے ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے اس کی توفیق عطا فرمائیں''۔[۱]

راقم نے جن دنوں یہ عبارت پڑھی، اس سے چند دن بعد اتفاق سے ہمارے ایک دوست محمد صفدر علی صابر صاحب مل گئے، جو کہ خانیوال شہر (پنجاب) کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہتے ہیں، راقم نے اُن کو یہ عبارت دکھائی اور کہا کہ یار ہم تو گنہگار اور دنیادار قسم کے لوگ ہیں، نماز میں اکثر خیالات منتشر ہوجاتے ہیں اور پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ گئے ہیں، اور بزرگوں سے یہی سُنا ہے کہ قرآن غفلت میں بھی پڑھا جائے تو وہ قرآن ہی ہوتا ہے، ایسی حالت میں پڑھے گئے قرآن کو ہذیان اور بکواس کہنا کیا قرآن کی توہین نہیں؟

صفدر صاحب کہنے لگے کہ میں اس عبارت کا سوال بنا کر دیوبندیوں کے مدرسے میں بھیجتا ہوں دیکھئے کیا جواب دیتے ہیں، چنانچہ انہوں نے دیوبندیوں کے مشہور مدرسہ ''خیر المدارس'' بیرون دہلی گیٹ ملتان، میں درج ذیل سوال بنا کر بھیجا۔

**سوال**۔ گذارش ہے کہ ہمارے علاقہ کے مولوی صاحب نے ایک تبلیغی سلسلہ شروع کیا ہے، اس نے ایک بات درج کی ہے، جس پر علاقہ میں جھگڑا طول پکڑے ہوئے ہے، آپ درج ذیل عبارت پڑھ کر حکمِ شرع سے آگاہ فرمائیں۔

''صوفیاء نے لکھا ہے کہ نماز حقیقت میں اللہ جل شانہٗ کے ساتھ مناجات کرنا اور ہم کلام ہونا ہے جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا، نماز کے علاوہ اور عبادتیں غفلت میں بھی ہوسکتی ہیں مثلاً زکوٰۃ ہے کہ اس کی حقیقت مال کا خرچ کرنا ہے یہ خود ہی نفس کو اتنا شاق ہے کہ اگر غفلت کے ساتھ ہو تب بھی نفس کو شاق گزرے گا، اسی طرح روزہ دن بھر بھوکا پیاسا رہنا، صحبت کی لذت سے رُکنا کہ یہ سب چیزیں نفس کو مغلوب کرنے والی ہیں، غفلت سے بھی اگر متحقق ہوں تو نفس کی شدت اور تیزی پر اثر پڑے گا، لیکن نماز کا معظم حصہ ذکر ہے، قرآت قرآن ہے، یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں، ایسی ہی ہیں جیسے کہ بخار کی حالت میں ہذیان اور بکواس ہوتی ہے کہ جو چیز دل میں ہوتی ہے وہ زبان پر ایسے اوقات میں جاری ہوجاتی ہے نہ اس میں کوئی مشقت ہوتی ہے نہ کوئی نفع، اسی طرح چونکہ نماز کی عادت پڑگئی ہے اس لئے اگر توجہ نہ ہو تو عادت کے موافق بلا سوچے سمجھے زبان سے الفاظ نکلتے رہیں گے، جیسا کہ سونے کی حالت میں اکثر باتیں زبان سے نکلتی ہیں کہ نہ سننے والا اس کو اپنے سے کلام سمجھتا ہے نہ اس کا کوئی فائدہ ہے، اسی طرح حق تعالیٰ شانہٗ بھی ایسی نماز کی طرف التفات اور توجہ نہیں فرماتے جو بلا ارادہ کے ہو، اس لئے نہایت اہم ہے کہ نماز اپنی وسعت و ہمت کے موافق پوری توجہ سے پڑھی جائے لیکن یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اگر یہ حالات اور کیفیات جو پچھلوں کی معلوم ہوئی ہیں حاصل نہ بھی ہوں تب بھی نماز جس حال سے بھی ممکن ہو ضرور پڑھی جائے، یہ بھی شیطان کا ایک سخت ترین مکر ہوتا ہے وہ یہ سمجھائے کہ بُری طرح پڑھنے سے تو نہ پڑھنا ہی اچھا ہے، یہ غلط ہے، نہ پڑھنے سے بُری طرح کا پڑھنا ہی بہتر ہے، اس لئے کہ نہ پڑھنے کا جو عذاب ہے وہ نہایت ہی سخت ہے، حتیٰ کہ علماء کی ایک جماعت نے اس شخص کے کفر کا فتویٰ دیا ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑے، جیسا کہ پہلے باب میں مفصل گذر چکا ہے البتہ اس کی کوشش ضرور ہونا چاہئے کہ نماز کا جو حق ہے اور اپنے اکابر اس کے مطابق پڑھ کر دکھا گئے ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے اس کی توفیق عطا فرمائیں''۔

گذارش ہے کہ آیا اس کلام میں قرآن کریم کی توہین تو لازم نہیں آتی، اگر توہین ہے تو ایسا شخص مسلمان رہے گا یا نہیں؟ اس شخص کی امامت اور اس سے میل جول شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جواب مرحمت فرما کر شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

**السائل**۔ محمد صفدر علی صابر، پل اصطبل خانیوال۔ ۲ر ستمبر ۲۰۰۲ء

## الجواب

فتویٰ نمبر ۳۳/ ۱۴۸۔ مورخہ ۱۷۔۱۱۔۱۴۲۱ھ/ ۱۲/ فروری ۲۰۰۱ء

خط کشیدہ الفاظ موہوم توہین ہیں اس کے قائل پر علانیہ توبہ ضروری ہے جب تک توبہ نہ کرے اسے مصلّی پر نہ کھڑا کیا جائے مسلمانوں کو اس سے دور رہنا چاہیئے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح مہر دارالافتاء بندہ محمد عبداللہ عفااللہ عنہٗ

بندہ عبدالستار عفی عنہٗ جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۷۔۱۱۔۱۴۲۱ھ

## تبلیغی نصاب ''فضائل اعمال'' میں تحریف

دیوبندیوں نے اپنی پُرانی عادت کے ہاتھوں مجبور ہو کر تبلیغی نصاب کے ایک ایڈیشن میں اس عبارت میں تحریف بھی کر دی ہے، ملاحظہ فرمایئے:

''یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں ایسی ہی ہیں جیسے کہ بخار کی حالت میں ہذیان ہوتی ہے''۔[۲]

دیوبندی تبلیغیوں نے مصنف کی اجازت کے بغیر اس عبارت میں تحریف کر کے اپنی جہالت کو بھی واضح کر دیا کہ اصل عبارت میں تو الفاظ ''ہذیان اور بکواس ہوتی ہے'' تھے، اس فقرے میں لفظ'' بکواس ''مؤنث ہے، تحریف کرنے والے نے لفظ'' بکواس'' تو کاٹ دیا مگر الفاظ'' ہوتی ہے'' رہنے دیئے، حالانکہ لفظ'' ہذیان'' مذکر ہے، اس کے بعد'' ہوتا ہے'' آنا چاہیئے تھا۔

## علماء دیوبند کا عقیدہ کہ قرآن میں لفظی تحریف ہے

علمائے دیوبند کے نزدیک قرآن پاک میں لفظی تحریف کے قائلین کافر نہیں بلکہ مسلمان ہیں، چنانچہ علمائے دیوبند کے امام مولوی انورشاہ کشمیری ثم دیوبندی (متوفی ۱۳۵۲ھ) نے خود بھی قرآن پاک میں لفظی تحریف واقع ہونے کا موقف اختیار کیا ہے۔

ہمارے دوست ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی صاحب ایم بی بی ایس نے ۲۰۰۱ء میں نے مولوی انورشاہ کشمیری کی کتاب ''فیض الباری علی صحیح البخاری'' کے مکمل صفحہ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی کرا کے دیوبندی مدرسہ خیر المدارس ملتان میں بھیجی کہ اس درج ذیل عبارت کا مطلب کیا ہے؟، وہاں سے مولوی محمد ایوب حسینی نے اسی فوٹو اسٹیٹ والے صفحہ کے حاشیہ پر جو جواب لکھا وہ اس عبارت کے بعد درج ہے، فیض الباری کی عبارت یہ ہے:

''قولہ: [وقال ابن عباس] الخ، واعلم ان فی التحریف ثلاثة مذاهب : ذهب جماعة الی ان التحریف فی الکتب السماویة قد وقع بکل نحو فی اللفظ والمعنی جمیعا، وهو الذی مال الیه ابن حزم، وذهب جماعة الی ان التحریف قلیل، ولعل الحافظ ابن تیمیة جنح الیه، وذهب جماعة الی انکار التحریف اللفظی رأسا، فالتحریف عندهم کله معنوی، قلت : یلزم علی هذا المذهب ان یکون القرآن ایضا محرفا، فان التحریف المعنوی غیر قلیل فیه ایضا، والذی تحقق عندی ان التحریف فیه لفظی ایضا، اما انه عن عمدمنهم أو لمغلطة، فالله تعالیٰ اعلم به''.[۳]

## دیوبندی مولوی کی تاویلات

مدرسہ خیر المدارس کے مولوی محمد ایوب نے اس مذکورہ عبارت کے جواب میں شروع کے الفاظ [وقال ابن عباس] پر'' ۱ ''کا نشان ڈال کر لکھا:

'' عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال یا

معشر المسلمین کیف تسئلون اهل الکتاب وکتابکم الذی انزل علی نبیّہ احدث الاخبار باللہ تقرؤ ونہ لم یشب (وقد حدثکم اللہ ان اهل الکتاب بدلوا ما کتب اللہ وغیروا بایدیهم الکتاب فقالوا هو من عند اللہ لیشتروا به ثمنا قلیلا) افلا ینهٰا کم ما جائتکم من العلم عن مسئالة ولا واللہ مارا أینا منهم رجلا قط یسئلکم عن الذی انزل علیکم''۔

(بخاری، ج ۱، ص ۳۲۹ و ج ۲، ص ۱۰۹۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اہل کتاب نے اپنی کتب سماویہ میں تحریف کی اور ان کو بدل دیا جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ظاہر ہے، پھر علماء میں اختلاف ہوا کہ اہل کتاب نے جو اپنی کتاب میں تحریف کی وہ لفظی تھی یا معنوی، بعض علماء معنوی تحریف کے ساتھ لفظی تحریف کے بھی قائل ہیں اور بعض علماء صرف تحریف معنوی کے قائل ہیں۔

تو اس پر علامہ انور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر صرف تحریف معنوی کا قول کیا جائے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ تحریف معنوی تو کافر قوموں نے قرآن پاک میں بھی کی کہ آیات کا معنی ومطلب اپنے مطلب کے مطابق بیان کر لیا اور والذی تحقق عندی سے پہلی کتب سماویہ میں تحریف کے متعلق فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک زیادہ محقق یہ ہے کہ ان کتب سابقہ میں تحریف لفظی ہوئی ہے اور والذی عندی ان التحریف فیه میں ''فیهٖ'' کی ضمیر سے مراد پہلی کتب ہیں نہ کہ قرآن پاک، کیونکہ اگر ''فیه'' کی ضمیر کو قرآن کی طرف لوٹایا جائے تو یہ صحیح نہیں چونکہ آگے ''منهم'' کی ضمیر کتب سابقہ کی طرف راجع ہے، یہ قرینہ ہے کہ فیہ کی ضمیر کا مرجع بھی کتب سماویہ ہیں نہ کہ قرآن مجید، یہ شرارت سب سے پہلے مودودی نے کی اس کے بعد یہ شرارتی لوگ اس کو اچھالتے رہتے ہیں، اللہ ان کے شر سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین

## جواب الجواب از ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی صاحب

جناب مولوی محمد ایوب حسینی بہاولپوری صاحب (دستخط میں تمہارا نام ایوب ہی معلوم ہوا)

سلام مسنون!

مولوی انور شاہ کشمیری کی فیض الباری، جلد ۳، صفحہ ۳۹۵ کی عبارت مع لفظ بہ لفظ ترجمہ حاضر خدمت ہے:۔

واعلم ان فی التحریف ثلاثه مذاهب :
اور جان لو یہ کہ تحریف میں تین مذہب (ہیں)
ذهب جماعة الی ان التحریف
گئی ایک جماعت اس طرف کہ تحریف
فی الکتب السماویة قد وقع بکل نحو
بیچ آسمانی کتابوں کے بیشک ہوئی ہر طرح سے
فی اللفظ والمعنی جمیعا وهو الذی
بیچ لفظ اور معنی دونوں کے اور وہ وہی جماعت ہے کہ
مال الیه ابن حزم وذهب جماعة الی ان التحریف
مائل ہوا اُس کی طرف ابن حزم اور گئی ایک جماعت اس طرف کہ تحریف
قلیل ولعل الحافظ ابن تیمیة جنح الیه
تھوڑی ہے اور غالباً حافظ ابن تیمیہ جھکے اس طرف
وذهب جماعة الی انکار التحریف اللفظی رأسا
اور گئی ایک جماعت طرف انکار تحریف لفظی کے سرے سے

فالتحریف عندھم کله معنوی
توتحریف نزدیک اُن کے ساری معنوی ہے
قلت: یلزم علی ھذا المذھب
میں (انورشاہ) کہتا ہوں، لازم آتا ہے اُوپر اس مذہب کے
ان یکون القرآن ایضاً محرفاً فان
کہ ہو قرآن بھی تحریف شدہ کیونکہ بیشک
التحریف المعنوی غیر قلیل فیه ایضاً
تحریف معنوی نہیں ہے تھوڑی اس میں بھی
والذی تحقق عندی ان
اور جو بات ثابت ہے میرے نزدیک یہ ہے کہ
التحریف فیه لفظی ایضاً اما انه
تحریف ہے اس میں لفظی بھی تاہم یہ جو ہے
عن عمد منھم او مغلطة،
ارادے سے ہے اُن کے (صحابہ کے) یا مغالطے سے ہے
فالله تعالیٰ اعلم به .
پس اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے یہ بات

مجھے افسوس ہے کہ ہمارے شہر (جہانیاں منڈی) میں تمام دیوبندی (مدرس و مناظر) یہ عقدہ حل کرنے سے قاصر رہے، ٹیلی فون پر (مدرسہ خیر المدارس) ملتان میں (دیوبندی مناظر) مولوی امین صفدر صاحب (متوفی ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء) سے رابطہ کیا گیا، انہوں نے عبارت کو برحق قرار دیا، مگر تحریری وضاحت سے قاصر رہے، عجب نہیں کہ انہیں یہی صدمہ لے گیا ہو، اُن کے شاگرد نے اُن کی دی ہوئی تعلیم سے جو جواب بھیجا ہے اُس کے نیچے دستخط سے محمد ایوب لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے جو صاف طور پر پڑھا نہیں جاتا، بہرحال کسے باشد، جواب سے عاجزی جہالت اور دھوکہ دہی کی مجرمانہ کوشش صاف صاف نمایاں ہے۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ

"آخری فیه (اس میں) ضمیر کا مرجع قرآن نہیں ہے بلکہ اس کا مرجع کتب سماویہ ہیں، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آخری سطر کا منھم بھی کتب سماویہ کی طرف لوٹ رہا ہے"۔

جناب مناظر صاحب! آپ کے اس جہالت بھرے اور پُر دھوکہ جواب پر میری طرف سے سردست چند سوال حاضر خدمت ہیں۔

(۱)۔ قُلتُ۔ کے بعد انور شاہ کشمیری کا سارا کلام قرآن مجید کو محرف (تحریف شدہ) ثابت کرنے کے لئے ہے، اس میں دو بار فیه (اس میں) آیا ہے، دونوں بار اس کا مطلب ہے (قرآن میں)، آپ نے پہلی بار اس کا وہی مطلب لکھا ہے، دوسری بار فیه (اس میں) کا مطلب (کتب سماویہ میں) کہاں سے بن گیا؟

(۲)۔ فیه (اس میں) کی ضمیر واحد مذکر ہے، اس کا قریبی مرجع قرآن ہے، جو واحد بھی ہے اور قریبی بھی، ضمیر واحد ہے تو اُس کے لئے قریبی واحد مرجع کو لینا اصول کے مطابق تھا، قریبی واحد مرجع کو چھوڑ کر دور کے جمع کو مرجع بنانا کس اصول کی رُو سے ہے؟، (اگر کوئی قاعدہ و اصول نہ ہو تو جس ضمیر کا جو چاہے مرجع بنا لیا جائے، اس طرح کی من مانی اپنے اندھے پیروکاروں کو تو خوش کرسکتی ہے، اہل علم تو اصول پوچھتے رہیں گے)۔

(۳)۔ من مانی سے دوسرے فیه (اس میں) کا مرجع (کتب سماویہ) کو قرار دے کر (قرآن) کو خارج کرنے کا مطلب یہی ہے کہ قرآن مجید آپ کے نزدیک آسمانی کتاب نہیں ہے، حالانکہ یہ نظریہ غیر اسلامی ہے، (کتب سماویہ) سے (قرآن) کو خارج کرنے سے بھی کفر لازم آتا ہے، اور (قرآن) کو (کتب سماویہ) میں داخل مانتے ہوئے (کتب سماویہ) کو تحریف شدہ ماننے سے بھی کفر لازم آتا ہے، فرمایئے! آپ کفر کا کون سا لزوم پسند کرتے ہیں؟

(۴)۔ منهم کی ضمیر کا مرجع افراد ہیں نہ کہ کتب سماویہ، کیونکہ (اما انه عن عمد منهم او لمغلطة) کی عبارت میں (عمداً یا مغالطے سے) کے الفاظ کا فاعل افراد ہیں نہ کہ کتابیں، کیا دیو بندیوں کے یہاں کتابیں بھی عمداً یا مغالطے سے کوئی کام کرتی ہیں؟

(۵)۔ اگر مِنْهُمْ کی ضمیر کا مرجع جاہلانہ طور پر افراد کی بجائے کتب سماویہ کو ہی ٹھہرایا جائے تو پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ انور شاہ کے نزدیک کتب سماویہ میں یہود ونصاریٰ نے جو تحریف کی ہے وہ عمداً یا مغالطے سے کی ہے، انور شاہ کو شک ہے اور وہ قرآن پاک کے اس دعوے کو پھر مشکوک کر رہا ہے کہ یہود ونصاریٰ نے جان بوجھ کر حق بات چھپائی ہے، عمداً جُرم کرنے والوں کے جرم کو ہلکا کرنا اور قرآن کے دعوے کی تغلیط کرنا اور قرآن کے بیان میں شک کرنا، قرآن پاک کو تحریف شدہ ماننا نہیں تو اور کیا ہے؟۔

لیجئے مناظر صاحب! آپ کی تاویل سے بھی قرآن کا تحریف شدہ ہونا لازم آتا ہے کیونکہ آپ احتمالاً کہتے ہیں کہ یہود ونصاریٰ نے مغالطے سے تحریف کی، مگر اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق وہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ''جان بوجھ کر'' والا حصہ آپ تحریف شدہ مانتے ہیں ۔

عجب مشکل میں آیا سینے والا جیب وداماں کا
اِدھر ٹانکا اُدھر اُدھڑا، اُدھر ٹانکا اِدھر اُدھڑا

جناب مناظر صاحب! اگر کچھ تاویلات باقی پٹاری میں رہتی ہیں تو وہ بھی سامنے لایئے، اُن کا بھی تجزیہ کیا جائے گا اور مودودی صاحب نے اگر بقول آپ کے یہ ''شرارت'' کی تھی تو آپ کے کون سے اکابر نے وضاحت کی تھی اور کیا وضاحت کی تھی؟ اگر وہ آپ کی بیان کردہ وضاحت ہی تھی تو یہ تو مودودی صاحب کے اعتراض کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے، مہربانی فرما کر ہماری نیت پر شبہ نہ فرمائیں، اس عبارت سے کفر ہٹائیں ورنہ اللہ کی پکڑ کا انتظار کریں جو بدلے کے دن کا مالک ہے۔

دعا گو

ا۔ح سعیدی ۱۰/۸/۱۴۲۱ھ از جہانیاں

## علماء دیو بند کا قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت سے انکار

علماء دیو بند کا مسلک یہ ہے کہ قرآن کریم نے کفار کو اپنی فصاحت وبلاغت سے عاجز نہیں کیا تھا اور فصاحت وبلاغت سے عاجز کرنا علماء دیو بند کے نزدیک کوئی کمال بھی نہیں، چنانچہ مولوی حسین علی صاحب (شاگرد مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنی کتاب ''بلغۃ الحیران'' میں لکھتے ہیں:

''یہ خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت اور بلاغت سے نہ تھا، کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء کے نہیں آیا تھا اور یہ کمال بھی نہیں''۔[۴]

## قرآن کریم کو علماء دیو بند نے مرتب کیا؟

دیو بندیوں کے مشہور مدرسہ ''خدام الدین'' اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور نے جو قرآن کریم شائع کیا ہے اُس کے ٹائٹل (سرورق) کی عبارت درج ذیل ہے۔

انہ لقرآن کریم

مرتبہ

حضرت مولانا حاجی احمد علی صاحب (متوفی ۱۳۸۲ھ)

انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

باردوم ۱۳۹۷ھ، ضخامت صفحات ۹۶۶ (نیا ایڈیشن اسی طرح چھپ رہا ہے)[۵]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں پیدا ہونے والے کچھ لوگوں کے متعلق فرمایا:

''یقرء ون القرآن لایجاوز تراقیھم، یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ، سیماھم التحلیق، لایزالون یخرجون حتی یخرج آخرھم مع المسیح الدجال''

ترجمہ۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ سر مُنڈے ہوں گے ہمیشہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔[۶]

## تعظیم قرآن اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ

حضرت بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی (یوپی، ہندوستان) تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے خود مجھ سے بیان کیا کہ جب میں نے حضرت امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) سے اُردو میں ترجمہ قرآن پاک کے لئے عرض کیا، تو آپ نے فرمایا کہ اس کی اشاعت کا مسئلہ سخت دشوار ہے، کاتب از ابتداء تا انتہا باوضو رہے، تصحیح کرنے والے یہی اہتمام کریں، تصحیح بھی نکتہ نکتہ اور شوشہ شوشہ کی ہو، مشین طیب وطاہر رہے، مشین مین اور مشین چلانے والے مزدور سب باوضو ہیں، پتھر بنانے والے، کاٹنے والے سب باوضو ہیں پھر اس کا فضلہ نہایت احترام سے ایسی جگہ دفن کیا جائے کہ بے ادبی نہ ہو''۔

''حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ نے ان ایک ایک احتیاط پر عمل کیا، اس کے لئے نیا پریس خریدا، پورا عملہ مسلمان رکھا اور سب کو باوضو رہنے کا پابند بنایا، اور اس میں سے جو کچرا یا پانی نکلتا نہایت احتیاط سے وہ ڈرموں میں جمع کیا جاتا اور پھر اسے لے جا کر شہر سے باہر دریا کے دھارے میں ڈال دیا جاتا''۔[۷]

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے قرآن پاک کا ترجمہ کرنے سے پہلے مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے فرمایا!

''دوسرے لوگوں کے تراجم بھی حاصل کرلئے جائیں، قرآن پاک ڈاک وغیرہ سے نہ منگوایا جائے کہ اس میں بے ادبی ہوتی ہے، بلکہ اس کے لئے جہاں سے دستیاب ہوتے ہوں جا کر ایسے طریقے پر لایا جائے کہ بے ادبی نہ ہو''۔ (ملخصاً)[۸]

ایک صاحب نے راقم سے کہا کہ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ''خورجی (تھیلا) جو گھوڑے کی زین میں لٹکی رہتی ہے اُس میں قرآن شریف رکھا ہو تو ایسی حالت میں گھوڑے پر سوار ہونا جائز ہے، کیا یہ قرآن شریف کی توہین نہیں؟۔

راقم نے ملفوظات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ دیکھ کر انہیں بتایا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جو ارشاد فرمایا وہ یہ ہے!

''اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا ہے اور خورجی میں رکھنے پر مجبور محض ہے تو جائز ہے''۔[۹]

جب کسی وجہ سے قرآن شریف کو گلے میں لٹکا نہیں سکتا اُچھل کر گرنے کا اندیشہ ہے اور مجبور محض ہے تو یہ اضطراری حالت ہے، اختیاری نہیں ہے، تو جائز ہے اس طرح توہین نہیں ہوگی۔ بعض مساجد چھوٹی ہونے کے باعث کئی منزلہ ہوتی ہیں، لوگ اوپر والی منزل میں بھی نماز پڑھتے ہیں جب کہ نچلی منزل کی الماریوں قرآن کریم بھی رکھا

ہوتا ہے، بعض اوقات خطیب صاحب کے ہاتھوں میں بھی قرآن کریم ہوتا ہے، تو ایسی حالت اضطراری کی وجہ سے توہین نہیں ہوتی۔

انہی صاحب نے پھر سوال کیا کہ ملفوظات ہی میں ہے، کسی نے پوچھا:

عرض۔ حضور اگر قرآن عظیم صندوق میں بند ہو اور ریل کا سفر یا کسی دوسری سواری میں سفر کر رہا ہے اور تنگی جگہ کے باعث مجبور ہے تو ایسی صورت میں صندوق نیچے رکھ سکتا ہے یا نہیں؟۔

ارشاد۔ ہرگز نہ رکھے، انسان خود مجبوریاں پیدا کر لیتا ہے ورنہ کچھ دشوار نہیں، جس کے دل میں قرآن عظیم کی عظمت ہے وہ ہر طرح سے اُس کی تعظیم کا خیال رکھے گا۔[۱۰]

یہاں تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرما رہے ہیں کہ ''ہرگز نہ رکھے انسان خود مجبوریاں پیدا کر لیتا ہے ورنہ کچھ دشوار نہیں'' اور اوپر فرمایا کہ ''اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا ہے اور خورجی میں رکھنے پر مجبور محض ہے تو جائز ہے'' تو یہاں اعلیٰ حضرت کی دونوں ارشادات میں تضاد ہے۔

راقم نے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات میں بالکل تضاد نہیں ہے، ریل گاڑی میں انسان مجبور محض نہیں ہے، قرآن عظیم کو صندوق سے نکال کر ہاتھوں میں پکڑ کر سینے سے لگا کر بیٹھ سکتا ہے یا گود میں رکھ سکتا ہے، لے کر کھڑا بھی ہو سکتا ہے، مگر گھوڑے پر سوار یہ نہیں کر سکتا، وہ ہر طرح سے مجبور ہے، اسی لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا ''اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا ہے اور خورجی میں رکھنے پر مجبور محض ہے تو جائز ہے۔

(علماء دیوبند سے متعلق حوالوں کے عکس دفتر تحریک فکر رضا ممبئی میں دیکھے جا سکتے ہیں)

## حوالہ جات

[۱]۔ مولوی محمد زکریا کاندھلوی، فضائل نماز (تبلیغی نصاب عکسی) مطبوعہ عتیق اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان، سن طباعت ندارد، ص ۷۰۴

[۲]۔ فضائل اعمال ''فضائل نماز'' ناشر کتب خانہ فیضی لاہور، صفحہ ۳۸۳

[۳]۔ ''فیض الباری علی صحیح البخاری، کتاب الشہادت، مطبوعہ المجلس العلمی ڈابھیل، سورت (ہندوستان) ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء، جلد ۳، سفحہ ۳۹۵

[۴]۔ مولوی حسین علی، بلغتہ الحیر ان فی ربط آیات الفرقان، مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور، طبع اول، س ن، ص ۱۲

[۵]۔ مکتوب محمد عالم مختار حق، لاہور (مشہور محقق اور قرآن مجید کے پروف ریڈر)، محررہ ۸/ نومبر ۲۰۰۴ء، بنام راقم الحروف خلیل احمد رانا، جہانیاں، ضلع خانیوال، پنجاب

[۶]۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۴، ص ۳۱۲

[۷]۔ سہ ماہی ''افکار رضا'' ممبئی، جلد ۹، شمارہ ۲، صفر المظفر تا ربیع الآخر ۱۴۲۴ھ/ اپریل تا جون ۲۰۰۳ء، صفحہ ۴، مضمون ''کنز الایمان کی اشاعت اول''، مضمون نگار شکیل احمد اعظمی ممبئی

[۸]۔ حیات صدر الشریعہ، مرتبہ مفتی عبد المنان اعظمی، مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور ۲۰۰۱ء، ص ۴۲

[۹]۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت، مرتبہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں، حصہ سوم، مطبوعہ بریلی ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء، ص ۹

[۱۰]۔ ایضاً، حصہ اول، ص ۶۸، ۶۹

☆☆☆☆☆

۲۵/ویں قسط

فروغِ رضویات کا سفر

# اپنے دیس ۔۔۔ بنگلہ دیس میں

## صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری صاحب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل پر ایک نہایت پُر مغز تقریر فرمائی۔ اختتام پر انہوں نے ناچیز کے خطاب کا اعلان کیا اور استقبالیہ نعرے لگوائے۔ احقر نہ مقرر ہے نہ مصنف لیکن پیر و مرشد مجدّد ابنِ مجدّد حضور مفتیِ اعظم قدس سرہ العزیز اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کا فیض ہے کہ ''آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں''۔ فقیر نے انہی بزرگوں سے استغاثہ کے بعد تقریر شروع کی۔ موضوع تھا: ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ''۔ الحمدللہ ایک گھنٹہ مسلسل خطاب فرمایا۔ تمام حاضرین نے بہت سراہا۔

بعد صلوٰۃ وسلام و دعا، حاضرینِ مجلس فقیر سے ملاقات کے لئے ٹوٹ پڑے۔ علامہ بخاری صاحب نے اسٹیج کے نیچے قطار لگوائی۔ لوگ اسٹیج کے نیچے سے راقم سے مصافحہ اور دست بوسی کر کے جدا ہوتے رہے۔ ان کا جذبۂ محبت ان کی آنکھوں اور چہروں سے عیاں تھا۔ راقم نے دورانِ خطاب اپنا مختصر تعارف کراتے ہوئے حاضرین کو بتایا تھا کہ ناچیز بھی سابق مشرقی پاکستان کا رہنے والا تھا۔ ایشورڈی میں ریلوے اسکول ناظم الدین ہائی اسکول سے میٹرک اور راجشاہی یونیورسٹی سے ایم۔ اے (اکنامکس) کیا۔ اور یہ کہ احقر کا بھی ریلوے سے گہرا تعلق ہے۔ فقیر کے والدِ ماجد حضرت مولانا سید وزارت رسول قادری علیہ الرحمۃ ریلوے میں ٹرین ٹکٹ ایکزامنر انسپکٹر رہے اور ۱۹۶۱ء میں ریٹائر ہوئے۔ دو تین عمر رسیدہ احبابِ فقیر سے ملے اور انہوں نے والدِ ماجد کا حلیہ مبارکہ پوچھا۔ جب فقیر نے ان کو بتایا کہ وہ مشرقی پاکستان ریلویز میں واحد آدمی تھے جو ہیٹ کے بجائے سفید عمامہ باندھتے تھے تو انہوں نے پہچان لیا۔ راقم کی بڑی تعظیم کی اور والدِ ماجد کے لئے دعائے مغفرت کی۔ بعد فراغت ڈاکٹر ارشاد بخاری صاحب، راقم اور محمد علیم صاحب، تینوں کو سید پور میں ایک نو تعمیر شدہ اچھے ہوٹل میں ٹھہرایا گیا۔ راقم، علیم صاحب کے ہمراہ صبح ۴ بجے بذریعہ ٹرین راجشاہی روانہ ہو گیا جبکہ ڈاکٹر ارشاد صاحب کو صبح ۸۱/۲ بجے کی ٹرین سے دیناجپور واپس جانا تھا۔ چالیس سال بعد اپنی مادرِ علمی (راجشاہی یونیورسٹی) اور اس کے شہر کی زیارت کے شوق نے سرور انبساط کی ایک لہر رگ و پے میں دوڑا دی۔ راجشاہی تک سفر کے چار پانچ گھنٹے نہایت بے چینی سے گذرے۔ راستہ بھر فقیر سویا نہیں، ہر آنے والے اسٹیشن پر اتر کر فقیر بغور دیکھتا تھا کہ ان چالیس سالوں میں کیا تبدیلی یا بہتری آئی۔ لیکن یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا کہ ریلوے اسٹیشن نہایت ابتری اور کس مپرسی کے عالم میں نظر آئے۔ ہر ریلوے اسٹیشن پر آدھے آدھے پلیٹ فارم پر لوگوں نے قبضہ کر کے جھونپڑے بنائے ہوئے تھے۔ بہت سے لوگ پلیٹ فارم کو مستقل رہائش گاہ یعنی فٹ پاتھ کی طرح وہیں سونا، کھانا اور پینا کرتے نظر آئے۔ علیم صاحب نے بتایا کہ ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ جتنی جھونپڑیاں یا ٹین کے مکانات دیکھ رہے ہیں، یہ سب ریلوے کی زمینوں پر ناجائز قبضہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اسی طرح سید پور میں ریلوے کی جتنی زمینیں اور خالی ریلوے کوارٹر تھے، سب پر ناجائز قابضین دُکانیں بنا بیٹھے ہیں۔ انہوں نے یہ انکشاف کر کے کہ سید پور میں جس عالیشان ہوٹل میں مقیم تھے، یہ ریلوے لائن کے قریب ریلوے کی زمین پر ایک

قبضہ شدہ زمین پر تعمیر کیا گیا ہے اور حکومت نے باقاعدہ اس کی اجازت دی ہے، فقیر کو حیران کر دیا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ بنگلہ دیش کی آزادی کے فوراً بعد اس وقت کی حکومت نے حکومتی پارٹی اور ''جنگِ آزادی'' میں کام کرنے والی ''مکتی باہنی'' کے کارکنوں کو کھلی چھوٹ دے دی تھی کہ اردو بولنے والے (بہاریوں) کی تمام پراپرٹی پر قبضہ کرلو۔ چونکہ ریلوے میں زیادہ تر ملازمین اردو بولنے والے تھے لہٰذا ریلوے کوارٹرز اور دیگر عمارات پر بھی ان لوگوں نے یہ سمجھ کر قبضہ کرلیا کہ ریلوے بہاریوں کی ہے۔ پاکستان جو اسلام کے نفاذ اور مسلمانوں کے علیحدہ وطن کے نام پر بنایا گیا تھا، اس کا المیہ یہ ہے کہ اس کے بعد کے آنے والے نااہل حکمرانوں خصوصاً فوجی آمروں کی جہلِ خرد نے یہ دن دیکھائے کہ بغاوت کی جنگ، جنگِ آزادی میں بدل گئی اور ہم نے اس طرح ان بہت سے اچھے محبت کرنے والے بھائیوں کو کھودیا جنہوں نے ہمارے شانہ بشانہ جنگِ آزادی لڑی تھی اور کسی طرح ہم سے کم پاکستان کے وفادار نہیں تھے۔

۵ر جولائی کو صبح تقریباً ۸ بجے ہم راجشاہی اسٹیشن پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن کی عمارت اور پلیٹ فارم وغیرہ میں بیالیس ۴۲ برس گزرنے کے بعد بھی کوئی خاص تبدیلی محسوس نہ ہوئی۔ غالباً ۱۹۵۳ء سے جبکہ راقم قصبہ ایشورڈی ضلع پبنہ میں ناظم الدین ریلوے اردو ہائی اسکول میں ساتویں جماعت کا طالبعلم تھا، ۱۹۶۳ء تک فقیر کا بارہا راجشاہی آنا جانا رہا۔ راقم کے ایک عزیز اور فقیر کے برادر اصغر عزیزی سید ریاست رسول قادری حفظہ اللہ الباری کے خسر پروفیسر مرزا نظام الدین بیگ جاؔم بنارسی مرحوم، مشہور شاعر، ادیب و نقاد، جنہوں نے امام احمد رضا قدس سرۂ کے قصیدۂ معراجیہ پر سب سے پہلے ایک تحقیقی مقالہ (۱۹۷۸ء میں) تحریر کیا تھا، تقریباً ۲، ۳ سال ۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۳ء راجشاہی میں مقیم رہے تو ناچیز اپنے والدِ ماجد حضرت مولانا سید وزارت رسول قادری علیہ الرحمۃ کے ساتھ اور کبھی اپنی پھوپھی جان صاحبہ سیدہ حسنہ بیگم حامد یہ رضویہ مرحومہ مغفورہ کے ہمراہ مہینہ میں ایک دو بار ضرور راجشاہی کا سفر کرتا تھا۔ جاؔم بنارسی مرحوم ۱۹۵۴ء میں کراچی چلے گئے اور نبی باغ کالج میں اردو کے لیکچرار ہوگئے۔ بعد میں آپ نے قومی عجائب گھر، برنس روڈ میں شعبۂ مخطوطات کے انچارج کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔ راقم نے ۱۹۵۷ء میں پبنہ بورڈ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا تو پھر راجشاہی گورنمنٹ کالج میں داخلہ لیا۔ ۱۹۶۰ء تک ہوسٹل میں قیام کے دوران تقریباً ہر ہفتہ راجشاہی سے جائے قیام قصبہ ایشورڈی آنا جانا رہتا تھا۔ غالباً ۱۹۶۰ء میں والدِ ماجد علیہ الرحمۃ ریلوے کی ملازمت سے سبکدوش ہوگئے تو وہ بھی ایشورڈی سے راجشاہی آگئے اور ہمارا قیام ''ایس عبدالشکور زردہ (تمباکو) اینڈ کمپنی'' کے مالک جناب ابو محمد صاحب مرحوم کے گھر کے ایک نہایت چھوٹے سے حصے میں بطورِ کرایہ دار رہا۔ (آج یہ بلڈنگ خالی پڑی ہوئی ہے۔ ۱۹۷۱ء میں ابو محمد صاحب مع فیملی کے کراچی ہجرت کر گئے تھے۔ یہاں شہزادی پتی کے نام سے خوردنی تمباکو کا کاروبار شروع کیا۔ اب ان کے بڑے صاحبزادے جناب محمد جمشید خان صاحب یہ کاروبار سنبھالے ہوئے ہیں۔ گلشنِ اقبال بلاک 4 میں ان کی رہائش ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب تذکرۂ رسول مولانا سید وزارت رسول قادری علیہ الرحمۃ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔) بتانے کا مقصد یہ ہے کہ راقم کی آنکھوں میں راجشاہی ریلوے اسٹیشن کا نقشہ بسا ہوا تھا۔ لہٰذا فقیر جب اسٹیشن پر اترا تو کوئی خاص تبدیلی محسوس نہ کی۔ البتہ اسٹیشن کے باہر منظر نامہ کافی تبدیل ہوچکا تھا۔ پہلے راجشاہی شہر ریلوے لائن کے شمالی جناب تھا اب ریلوے لائن پار کر کے جنوب کی طرف بہت دور تک شہر کے مضافات کی حدود وسیع ہوچکی ہیں۔ چار چار، پانچ پانچ منزلہ عمارات اور مارکیٹیں بن چکی ہیں، سڑکیں وسیع ہوچکی ہیں، اندرونِ شہر اور بیرونِ شہر بسوں کی

آمد و رفت بڑھ گئی ہے۔ ریلوے اسٹیشن کے قریب ہی بسوں کا ایک بہت بڑا اڈہ ہے جہاں سے دیگر شہروں کو جانے والی بسیں کھڑی ہوتی ہے۔ جن دنوں راقم راجشاہی پہنچا، یہ آم، کٹھل اور اناس کا موسم تھا، ریلوے اسٹیشن کے باہر آموں کی مختلف قسموں کے ڈھیر جا بجا لگے ہوئے تھے اور خریداروں کا ہر طرف ہجوم تھا۔ راجشاہی کے لنگڑے اور مرشد آبادی آم بہت مشہور ہیں۔ راجشاہی کے اردگرد میں آموں کے بے شمار باغ ہیں۔ اس کے قریب ہندوستانی سرحد سے متصل ایک شہر چپائی نواب گنج ہے، وہ بھی بہترین قسم کے لنگڑے آموں کے لئے بہت مشہور ہے۔ فجری آم بھی یہاں کے بہت مشہور ہیں۔ راقم اور علامہ ڈاکٹر ارشاد احمد بخاری صاحب کے بھانجے مولانا علیم صاحب آموں کے ڈھیروں کے اوپر سے پھلانگتے ہوئے ریلوے اسٹیشن کے باہر عام شاہراہ پر آئے، پھر سائیکل رکشہ میں بیٹھ کر مین بازار ''صاحب بازار'' آئے۔ راستے بھر ماحول کا جائزہ لیتا رہا۔ بعض پرانی عمارات سے فقیر پہچان لیتا کہ اس راستہ سے گذرا کرتا تھا لیکن صاحب بازار پہونچ کر ماحول بالکل بدلا ہوا نظر آیا۔ یہاں ایک آزاد ہوٹل ہوا کرتا تھا جہاں طالب علمی کے زمانے میں فقیر اپنے دوستوں کے ساتھ چائے پیا کرتا تھا۔ باوجود کوشش کے، وہ راقم کو نظر نہیں آیا۔ اس علاقہ میں ایک بڑا نالہ ہوا کرتا تھا، سڑکیں تنگ تھیں۔ اب چوراہا بہت وسیع اور سڑکیں نہایت چوڑی ہو چکی تھیں۔ راقم کو مولانا علیم نے بتایا کہ بنگلہ دیشی صدر جنرل ارشاد کے دور میں تعمیر و ترقی خصوصاً سڑکوں، پلوں کی مرمت، توسیع اور جدید شاہراہوں کی تعمیر کا بہت کام ہوا ہے۔ صاحب بازار میں فقیر کے برادرِ خورد صاحبزادہ سید صباحت رسول قادری حفظہ اللہ الباری کے ایک قریبی دوست اور کلاس فیلو جناب عبدالقدوس صاحب کے عزیز جناب خورشید عالم صاحب سے ملاقات کرنی تھی۔ ان کی صاحب بازار میں اورینٹل بینک بلڈنگ کے گراؤنڈ فلور میں واقع بازار میں پرفیوم کی ایک دُکان شاہ نور پرفیوم اینڈ عطر ہاؤس کے نام سے ہے۔ پتہ تلاش کرتے کرتے جب دیر ہوئی تو ان کے موبائیل پر فون کر کے ان سے پتہ سمجھا اور پھر ان کی دُکان تک پہونچے۔ رکشہ والے کو رخصت کیا۔ وہ بڑے تپاک سے ملے۔ فقیر نے اپنا اور مولانا علیم کا تعارف کرایا اور بتایا کہ آپ کے عزیز عبدالقدوس صاحب کے میٹرک کے کلاس فیلو سید صباحت رسول قادری کا یہ ناچیز بڑا بھائی ہے۔ واضح ہو کہ جناب صباحت رسول قادری نے میٹرک گورنمنٹ اسکول راجشاہی سے ۱۹۶۶ء میں کیا تھا۔ خورشید عالم صاحب نے خورد و نوش سے خاطر مدارات کی اور عطر کی دو شیشیاں بھی تحفہ میں عطا کیں۔ فقیر نے ان کو یہاں آنے کی غرض و غایت بتائی۔

☆ سب سے اول مخدوم بنگلہ حضرت عبدالقدوس روپوش قدس سرہٗ کے مزار پر حاضری دینی ہے۔

☆ دوسرے یہ کہ فقیر کے یہاں قیام کے زمانہ میں کپڑوں کے ایک بڑے تاجر جناب علیم صاحب ہوا کرتے تھے۔ ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ وہ لاولد تھے لیکن ان کے بھائی کی اولاد اب بھی وہاں ہے، ان سے تعزیت کرنی تھی۔

☆ تیسرے یہ کہ اپنی مادرِ علمی راجشاہی گورنمنٹ کالج اور راجشاہی یونیورسٹی کی زیارت کرنی ہے۔

☆ اور چوتھے یہ کہ فقیر کی کالج کے طالبعلمی کے زمانے میں اردو کے ایک استاد کلیم سہسرامی صاحب ہوا کرتے تھے۔ راقم نے نہ صرف یہ کہ ان سے پڑھا تھا بلکہ غزل گوئی میں ان سے شرفِ تلمذ بھی تھا۔ فقیر کا تخلص تاباںؔ قادری بھی انہی کا عطا کیا ہوا تھا۔ ان کے متعلق پاکستان میں سنا تھا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد وہ راجشاہی میں ہیں اور بہت بیمار ہیں۔ ان کی مزاج پُرسی اور عیادت کرنی تھی۔

ابھی ہم یہ گفتگو کر رہی رہے تھے، ایک نہایت گھنی کالی داڑھی والے ایک نوجوان ان کی دُکان پر تشریف لائے، ان کے سر پر رامپوری ٹوپی تھی اور دانت اور ہونٹ پان سے سرخ تھے۔ اندازہ ہوا کہ شاید یہ کوئی ہندوستانی عالم ہیں جو یہاں آج کل آئے ہوئے ہوں گے۔ خورشید صاحب نے ان کا تعارف کرایا کہ یہ مولانا محمد معین الاسلام اشرفی صاحب ہیں، یہاں سرول کالونی کی ایک مسجد میں جو ریلوے اسٹیشن سے بالکل متصل ہے، امام و خطیب ہیں، غالباً ''اشرفی'' نام سے ایک ماہنامہ بھی نکالتے ہیں۔ فقیر نے ان سے اپنا تعارف کرایا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ خود منظرِ اسلام بریلی شریف کے فارغ التحصیل ہیں اور حضرت شیخ الاسلام مدنی میاں اشرفی کچھوچھوی سے شرف بیعت رکھتے ہیں۔ فقیر نے ان سے مل کر مسرت کا اظہار کیا۔ فقیر نے ان سے خواہش ظاہر کی کہ حضرت مخدوم صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار پر حاضری دینی ہے تو آپ ذرا رہنمائی فرمائیں۔ وہ بخوشی رضامند ہو گئے۔ ہم تینوں، راقم، علیم صاحب اور خورشید عالم صاحب ان کے ہمراہ حضرت مخدوم عبد القدوس قدس سرہٗ کے مزار پر پہنچے۔ ہم تنگ گلیوں سے ہوتے ہوئے دریائے پدما کے ساحل کی طرف سے مزارِ اقدس میں حاضر ہوئے، اس کا ایک راستہ گورنمنٹ کالج کی راہ سے بھی ہے۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ آٹھویں صدی ہجری میں جب راجشاہی میں اپنے مریدین اور مجاہدینِ اسلام کے ساتھ تشریف لائے تو یہاں ہندو راجہ کی حکومت تھی۔ آپ دریائے پدما کے کنارے پر جہاں آج ان کی آرام گاہ ہے، تشریف فرما ہوئے۔ جیسا کہ بزرگانِ کرام کا طریقہ رہا ہے آپ نے اخلاص و اخلاق اور محبت و شفقت سے لوگوں کی دعوتِ اسلام دی۔ ہندو راجہ کے ظلم کے ستائے ہوئے انسان جوق در جوق اسلام کی امن و سلامتی کی ٹھنڈی چھاؤں میں آ آ کر پناہ لینے لگے اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ہونے لگے۔ راجہ نے اپنی ریاست کے لئے خطرہ سمجھتے ہوئے آپ کو وہاں سے بزور نکالنا چاہا آپ اور آپ کے ساتھ کے مسلمانوں نے بھرپور جہاد کیا۔ آپ کی شہادت کے باوجود راجہ کو شکست ہوئی۔ ایک روایت یہ بھی مشہور ہے کہ آپ شہید نہیں ہوئے بلکہ روپوش ہو گئے اور روپوشی کے عالم میں اپنے خلفاء اور مریدین کی ہدایت اور رہنمائی فرماتے رہے جب راجہ کو شکست ہو گئی تو آپ ظاہر ہوئے۔ اس لئے آپ کا لقب مخدوم روپوش پڑ گیا۔ مزار شریف پر آپ کی حیات کے کوائف کا جو کتبہ فارسی میں لگا ہوا ہے اس میں آپ کے وصال کی تاریخ ۷۳۱ھ درج ہے۔ اس مختصر وقت میں تلاش و جستجو کے باوجود فقیر کو حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کی حیات پر اردو یا انگریزی میں کوئی تصنیف یا کتابچہ نہ مل سکا۔ آپ کا فیض جاری و ساری ہے۔ آپ کی کرامات بہت ہیں۔ لیکن سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ بنگلہ دیش میں بڑے سے بڑے سیلاب آئے لیکن راجشاہی شہر میں دریائے پدما کا پانی آپ کا مزار شریف لبِ دریا واقع ہونے کے سبب کبھی بھی مزار کے آگے بنے ہوئے پشتے سے آگے نہ بڑھا سکا۔ اگرچہ راجشاہی شہر کے اردگرد دیگر گاؤں اور قصبے سیلاب کی زد میں آئے۔ راجشاہی شہر الحمد للہ سیلابی پانی کی یلغار سے ہمیشہ مامون رہا اور ان شاء اللہ حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیوض و برکات سے قیامت تک مامون رہے گا۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ مزار شریف سے متصل مسجد کا امام و خطیب ایک وہابی ہے جو مزار کے تقدس اور صاحبِ مزار کے فیوض و برکات کا قائل نہیں۔ یہ حضرات صاحبِ مزار کی قائم شدہ مسجدوں پر قابض ہو جاتے ہیں اور ان کی فاتحہ کے لنگر پر پلتے ہیں اور ان کے نذرانوں پر تنخواہیں حاصل کرتے ہیں بلکہ صاحبِ مزار کے نام پر نیاز و نذرانے اور فاتحہ کے نام پر پیسے لیتے ہوئے بھی نہیں شرماتے حالانکہ

منکرین کے نزدیک یہ سب کام حرام یا شرک ہیں، سچ فرمایا ہے مجددِ اکبرامام احمد رضا قادری محدثِ بریلوی علیہ الرحمۃ نے:

ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے

ہم لوگوں نے وضو کیا، پھر اپنی جماعت کی۔ مزارِ اقدس پر حاضری دی۔ تمام اہل وعیال برادران، اعزا واقرباء، محبین ومخلصین، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے اراکین، محبین، معاونین سب کے لئے دعا کی اور اس کے لئے بھی دعا کی کہ مخدوم صاحب کے مزار پر دوبارہ حاضری نصیب ہو۔ آمین بجاہِ سیدالمرسلین ﷺ

حضرت شاہ مخدوم روپوش رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی مولانا انیس الزمان استاذ جامعہ احمدیہ سنّیہ، چٹاگانگ نے ایک بنگالی کتاب سے اردو میں ترجمہ کئے ہیں جو ان کے شکریہ کے ساتھ قارئین کے افادہ کے لئے پیش کیا جارہا ہے:

## حضرت شاہ مخدوم روپوش علیہ الرحمۃ (راج شاہی)

ولادت: ۱۴۷۵ء ............ وفات: ۱۵۹۲ء

پیرانِ پیر دستگیر حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک ہستی کا نام تھا حضرت اجلّہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے تین بیٹے تھے۔ حضرت سید احمد تنوی عرف میران شاہ[1] حضرت عبد القدوس شاہ مخدوم[2] اور حضرت سید منیر احمد شاہ[3] علیہم الرحمۃ۔ ان میں سے حضرت میران شاہ اور حضرت سید عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہما ۶۸۵ھ میں بغداد سے بنگلہ دیش تشریف لائے۔ حضرت میران شاہ نے اپنے اعوان وانصار کے ساتھ کانچن پور (نواکھالی) میں آستانہ قائم کیا اور دو سال سے زائد شام پور علاقہ کی مختلف جگہوں میں دینِ اسلام کی اشاعت کی۔

حضرت قدوس شاہ نے اپنا مرید حضرت زکی الدین حسینی علیہ الرحمۃ کو شام پور کا خلیفہ مقرر کیا۔ چار کامل درویشوں کے ساتھ حضرت قدوس شاہ رحمۃ اللہ علیہ گھڑیال پر سوار ہوکر دریائی راستہ سے گور (صوبے) کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت دلال شاہ بخاری علیہ الرحمۃ، حضرت سید عباس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان شاہ علیہ الرحمۃ اور حضرت کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ تھے۔

پندرہویں صدی کے آخر میں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سید عبد القدوس روپوش رحمۃ اللہ علیہ کے سگے بھائی حضرت منیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت شاہ نور علیہ الرحمۃ بوالیہ کے درگاہ پاڑہ علاقہ کے آپ کی جانب سے خلیفہ مقرر تھے اور یہ بھی پتا چلتا ہے کہ حضرت قدوس شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آستانۂ بوالیہ میں ۲۷؍رجب المرجب ۹۳۹ھ کو وفات پائی۔ اس بزرگ ہستی کی یادگار شام پور دائرہ شریف میں محفوظ ہے۔ (توقیع سید معین الدین حسینی، شام پور دائرہ نواکھالی۔ ۱۰/۸/۱۸۹۸ء)

شاہ مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی سید عبد القدوس ہے۔ ''مخدوم'' کے معنی جس کی خدمت کی جائے، ''روپوش'' کے معنی چہرہ چھپانے والا، چونکہ آپ اپنا چہرہ چھپایا کرتے تھے اس لئے آپ روپوش کے خطاب سے مشہور ہوئے۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ آپ اچانک مجلس سے غائب ہوجاتے تھے اور کبھی کبھی اچانک مجلس میں حاضر ہوجاتے تھے۔ اسی لئے آپ کا لقب ''روپوش'' قرار پایا۔

اولاً آپ سونائی موری نواکھالی ریل اسٹیشن سے ۱۰، ۲۰ میل کے فاصلے پر محلّہ شام پور آکے سکونت پذیر ہوئے۔ آپ کے برادرِ حقیقی سید احمد تنوری عرف میران شاہ علیہ الرحمۃ نے نواکھالی کی کانچن پور قریہ میں خانقاہ قائم کرکے اس سے دینِ اسلام کی اشاعت کا فریضہ انجام دیا۔ اس کے بعد اپنے اعوان وانصار میں سے سید زکی الدین حسینی کو شام پور علاقہ کا خلیفۂ راشد مقرر کیا اور دیگر احباب کو ضروری نصائح دے کر مختلف جگہوں پر بھجوایا۔ آپ صرف چار ہمراہیوں کے ساتھ گھڑیال پر سوار ہوکر دریائی راستہ طے کرکے مہاکال گڑھ (موجودہ راج شاہی) آپہنچے۔ یہی علاقہ بعد میں رامپور

بوالیہ نام سے مشہور ہوا جس کو فی الحال درگاہ پاڑا کہا جاتا ہے۔ اس علاقہ میں مورتیوں اور دیو کے بتوں کا دور دورہ تھا۔ پوجا کے مندروں سے بھرپور ایک بستی کی حیثیت سے اس کی شہرت تھی۔ مورتیوں میں سے سب سے بڑی مورت کو 'مہا کال دیؤ' نام سے پکارا جاتا تھا۔ سبایت، چاند بھنڈی، پارما بھوج، کھجور چاند کھڑوگ دیو راج (دیوؤں کا راجا) مان کر ان کی سیوا اور اطاعت کی جاتی تھی۔ بار ما گورج دیوراج کی راج باڑی بہت وسیع زمین میں قائم تھی۔ اس رامپور ہی کو اس زمانہ کے دیو پوجاری کے لئے مرجع وماٰب ٹھہرایا جاتا تھا۔ دیو پوجنے والوں میں سے بعض کو اس وقت مندر میں نذر کے طور پر قربان کیا جاتا تھا۔ دور دراز سے آدمی خرید کر کے بعض کو جبراً اور بعض از خود اس برے اعمال میں مبتلا ہوتے تھے۔ واقعی وہ جنات کا پُر اثر دور تھا۔

بوالیہ، رامپور میں ایک نائی کے تین بیٹے تھے۔ نائی کے دو بیٹے مندر کو مہنتوں نے یونہی زبردستی قتل کروا کے مذکورہ مورتیوں اور دیوتاؤں پر بھینٹ چڑھا دیئے تھے۔ تیسرے لڑکے کو جب منگوایا گیا تو اسے بھیجنے سے قبل وہ نائی شاہ مخدوم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور اپنی بے بسی کا ماجرا سنایا اور آپ سے مدد چاہی۔ آپ نے اسے کہا کہ تم بے فکر رہو، جاؤ، بروقت مجھ سے ملاقات ہوگی۔ نائی اپنے اہل وعیال کے ساتھ انتظار میں رہا۔ وقت قریب آگیا۔ آخر وہ مایوس ہوکر لڑکے کو دیوتا کے بھینٹ چڑھوانے کے لئے کٹوانے کو تیار ہوگیا۔ ندی کے کنارے پر لڑکے کے پہنچتے ہی آواز آئی کہ گھبراؤ مت، میں آگیا ہوں۔ موت کے قریب پہنچنے والے لڑکے کے گلے میں آپ نے اپنا دستِ ولایت پھیر دیا اور اس پر دم کر کے کہا کہ جاؤ، کوئی تمہارا نقصان نہیں کرسکے گا۔ وہ وقت قریب ہے کہ تمہارا دیوراج تباہ ہوجائے گا اور لڑکا سالم اور تندرست رہ جائے گا۔ آخر اس لڑکے کو پوجا کے سامان بھوگ وغیرہ کے ساتھ سجا کے جلاد قتل کرنے کو تیار ہوا اور تلوار چلائی لیکن دیکھتا ہے کہ تلوار اس کی گردن نہیں کاٹ سکی۔ جتنی بھی کوشش کی، ناکام ہی رہا۔ بارہا کوشش کے بعد اس کا ایک پشم بھی کاٹ نہیں سکا۔ دیوراج کو خبر پہنچی تو وہ خود آگیا اور بدستِ خود بھی کوشش کی لیکن نتیجہ ایک ہی نکلا۔ وہ بولا کہ اس لڑکے کو دیوتا نے قبول نہیں کیا، اس کو چھوڑ دو اور اس کے بدلے کوئی بھینس یا بیل قربان کردو۔ اتنے میں شاہ مخدوم آگئے اور بہت غصہ وغضب سے مندر کے اندر نظر ڈالی۔ نظرِ ولایت کا اثر تھا کہ فوراً مندر کے اندر جو مورتیاں سجا کر رکھی گئی تھیں سب کے سب ٹوٹ کر گر پڑیں۔ اب حضرت شاہ مخدوم علیہ الرحمۃ نے دیوراج سے پوچھا کہ یہ رواج تم نے کیوں رکھا؟ وہ بولا دیوتا کے لئے جو منظور ہوتا ہے اس کی سات نسل بہشتی ہوجائیں گی۔ حضرت شاہ مخدوم علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ کیا تمہارا کوئی فرزند ہے؟ وہ بولا کہ ہاں، میرے چھ فرزندگان ہیں۔ شاہ مخدوم نے کہا: خیر، تم اپنی چھ اولاد قربان کردو تو بیالیس نسل بہشتی ہوجائیں گی۔ بجائے اس کے تم بے قصور ناتواں لوگوں اور ان کے فرزندوں کو کیوں قتل کرتے ہو؟ راجا نے اس سوال کے جواب سے عاجز ہوکر شاہ مخدوم کے خلاف اعلانِ جنگ کردیا۔ یہ سن کر مخدوم نگر سے آپ کے بہت سارے اعوان وانصار، فقراء، درویشوں اور غازیوں کی جماعت فوجاً فوجاً آنے لگیں اور دیوراج کے اس استھان کو گھیر لیا۔ دوسری جانب ان بتوں کی پجاری مشرک قوم کے لوگ بھی جنگ کرنے کو جمع ہوگئے۔ شدید جنگ واقع ہوئی۔ ان کے دیگر حامیوں، جو دوسرے علاقہ کے باشندگان تھے، سب نے مل کر مشاورت سے یہ بات طے کی کہ اس ملک سے مسلمان درویشوں کو بھگانا وقت کا تقاضا اور ہمارا دینی فریضہ ہے لہٰذا جان ومال سے اس جنگ میں دیوراج کی تائید کی جائے۔ حضرت شاہ مخدوم کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے

معتقدین مجاہدین کو الگ الگ جگہوں میں مدافعت کے لئے بھیج دیا اور آپ خود اپنے حواریوں کے ساتھ بوالیہ پہونچ کر جنگ کی قیادت میں مصروف ہوگئے۔ اسلحہ جنگ کے علاوہ ان کے خلاف جادو بھی استعمال کیا گیا لیکن نتیجتاً آپ کی زیر نگرانی مسلمانوں ہی کو فتح یابی نصیب ہوئی۔ دیو پجاریوں کے سارے خرافات، دیوتا، مورتی، مٹ مندر سب مٹادیئے گئے اور اعلائے کلمۃ اللہ کرنے والوں کی فوج غالب آئی اور حضرت شاہ مخدوم علیہ الرحمۃ مخدوم نگر واپس آئے۔

چند دن کے بعد مغلوب دیوراج اور ان کے ساتھیوں نے سردار کے پاس جمع ہوکے اس ناکامی کا انتقام لینے کے لئے رہنمائی چاہی۔ انہوں نے قوتِ اتحاد سے کام لیتے ہوئے خصوصاً جادو پر اعتماد کرتے ہوئے پھر بوالیہ کا محاصرہ کرلیا۔ اطلاع ملنے پر آپ بھی پھر بوالیہ تشریف لائے اور دیوراجوں کو دیکھ کر آپ نے اپنی کھڑاؤں (لکڑی کی چپل) اتار کر ان کی طرف پھینکی۔ اس چپل نے ہوا میں اڑتے ہوئے ان جادوگروں اور دیوراجوں پر جارحانہ حملہ شروع کردیا۔ اس حملہ سے بہت سے مہنت پجاری حتیٰ کہ دیوراج کے دولڑکے بھی ختم ہوگئے۔ آخر دیوراج اپنی بے بسی دیکھ کر حضور شاہ مخدوم علیہ الرحمۃ کے قدموں پر پڑ گیا اور اپنے احباء واقارب سمیت آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کی ایسی ان گنت کرامات ہیں۔ آپ گھڑیال پر سوار ہوکر پانی پر چلتے تھے، لکڑی کے تخت پر سوار ہوکر ہوا میں چلتے تھے، خشکی میں شیر و دیگر درندوں پر سوار ہوکر چلتے تھے۔ ان کرامات کو آپ نے غیر مسلموں کے سامنے پیش کیا اور آپ کی کرامات دیکھ کر ہزاروں کفار و مشرکین مشرف بہ اسلام ہوئے اور آج بحمد اللہ راجشاہی اور اس کے اردگرد کے دور دراز علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت آپ ہی کا فیض ہے۔ حضرت مخدوم عبدالقدوس روپوش علیہ الرحمۃ کا مزار شریف آج بھی مرجعِ خلائق ہے۔ گذشتہ پانچ سو سال سے خواص وعوام آپ کے دربار میں ذکرِ الٰہی وسکونِ قلب اور شفائے امراض اور حلّل مشکلات کے لئے حاضری دیتے چلے آرہے ہیں اور اپنی اپنی جھولیاں بھر بھر کے جاتے ہیں۔

یہاں سے ہم واپس ہوئے تو کالج کی طرف سے نکلے۔ دریا پدما کے کنارے غالباً ولندیزی تاجروں کی بنائی ہوئی ایک عالیشان عمارت ہے۔ جب راجشاہی یونیورسٹی غالباً ۵۴-۱۹۵۳ء میں قائم ہوئی تو اس کے سب سے پہلے وائس چانسلر جناب مسرت حسین زبیری صاحب تھے۔ وائس چانسلر کی قیام گاہ بہت دنوں تک یہی عمارت رہی۔ فقیر کی طالبعلمی کے زمانے میں ۶۳-۱۹۶۲ء میں ڈاکٹر ممتاز احمد صاحب وائس چانسلر تھے، وہ بھی یہیں مقیم تھے۔ ڈاکٹر مسرت حسین زبیری صاحب کے راقم کے اسکول (ناظم الدین ریلوے اردو اسکول، ایشورڈی) کے ہیڈ ماسٹر جناب فخر الحسن صاحب مرحوم اسکول سے علیحدگی کے بعد (۱۹۵۴ء) میں وائس چانسلر مسرت حسین زبیری صاحب کے پاس آگئے تھے اور چند سال بطور کنٹرولر آف اکزامینیشن خدمات انجام دیں۔ ان دنوں وہ بھی اسی بلڈنگ کے ایک کمرے میں رہتے تھے۔ پھر وہ جناب تقی محمد صاحب بہاری کے گھر ''ولی منزل'' یونیورسٹی روڈ پر منتقل ہوگئے۔ فخر الحسن صاحب پہلے ڈھاکہ یونیورسٹی اور پھر ۱۹۶۸ء میں کراچی منتقل ہوگئے۔ ۱۹۷۰ء میں یہی فخر الحسن صاحب جن کا اصل نام فضل حسن تھا، راقم کے نھیا سسر بنے۔ بلکہ یہ شادی ہی انہی نے کروائی۔ مرحوم راقم کے والدِ ماجد علیہ الرحمۃ سے بہت محبت کرتے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام تک اپنی اس دوستی کو فقیر کے ساتھ نبھایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

واپسی میں فقیر نے دیکھا کہ پدما دریا کے کنارے حکومتِ بنگلہ

دیش نے خوبصورت پارک اور تفریح گاہیں بنادی ہیں جہاں کثیر تعداد میں لوگ دریا کی لہروں کے نظارے، تازہ ہوا اور قدرتی مناظر سے لطف اندوز ہونے کے لئے آتے ہیں۔ دریائے پدما دراصل دریائے گنگا کی ایک شاخ ہے جو راجشاہی شہر کے شمال مشرق سے بنگلہ دیش میں داخل ہوتا۔ یہاں سے ہندوستان کی سرحد بہت قریب ہے۔

راجشاہی کالج کا عقبی گیٹ حضرت مخدوم علیہ الرحمہ کے مزار شریف کی طرف ہے۔ اس میں داخل ہوتے ہی سامنے راجشاہی کالج کا سبزہ زار نظر آتا ہے۔ یہ دراصل وسیع وعریض کرکٹ گراؤنڈ ہے۔ اس میں داخل ہوتے ہی راقم آج سے ۴۲ سال قبل کے دورِ طالبعلمی میں پہونچ گیا جب ہم لوگ اس گراؤنڈ میں کالج کی ٹیم کی طرف سے یا پرائیوٹ ٹیموں کے خلاف کرکٹ میچ کھیلا کرتے تھے۔ راقم کے برادرِ خورد جو احقر سے دوسرے نمبر پر ہیں، جناب صاحبزادہ سید نزاہت رسول قادری حفظہ الباری بھی اسی کالج سے فارغ التحصیل ہیں اور انہوں نے بھی یہاں کرکٹ کھیلی ہے۔ اپنی کرکٹ ٹیم کے اکثر افراد کے چہرے راقم کی نگاہوں کے اسکرین میں ویڈیو کی طرح دکھائی دینے لگے۔ اگرچہ اب ان میں سے کسی کے نام ذہن میں محفوظ نہیں، البتہ ان میں کے ایک صاحب کراچی میں ہیں جو حبیب بینک میں بھی راقم کے ساتھی تھے۔ فقیر نے گذرتے ہوئے اس عمارت کو بھی دیکھا جہاں انٹرمیڈیٹ اور بی۔اے آنرز کی تعلیم کے دوران کلاسز اٹینڈ کی ہیں۔ راقم جس ہوسٹل میں رہائش پذیر رہا ہے وہ بلڈنگ بھی دور سے دیکھی، ایڈمنسٹریشن بلاک اسی سرخ رنگ کا آج بھی ویسا ہی ہے، اس کا مین گیٹ بھی ویسا ہی ہے۔ کسی چیز میں کوئی اضافہ یا تبدیلی نظر نہیں آئیں۔ لیکن اس کے باوجود سب کچھ بدلا بدلا سا لگ رہا تھا، اپنے ساتھیوں اور اساتذۂ کرام کو نگاہیں تلاش کرتی پھر رہی تھیں، بار بار نگاہیں ایڈمنسٹریٹو بلاک کی طرف کبھی کبھی مین گیٹ کی طرف اٹھتی تھیں شاید کوئی جانا پہچانا چہرہ نظر آجائے، شاید کوئی مجھے پہچان لے اور فقیر ان کو سلام کر کے پوچھے: آپنی امار کے چینین؟ (کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟) آمی آپنار کلاس فیلو وجاہت رسول، آپنار شبھ نام کی؟ آمی بھولے گئی چھی۔ (میں آپ کا کلاس فیلو وجاہت رسول ہوں، آپ کا اسمِ گرامی کیا ہے؟ میں بھول گیا) لیکن کوئی ہو تو جواب دے! در و دیوار کیا جواب دیتے؟ اچانک فضا میں ایک قہقہہ بلند ہوتا محسوس ہوا اور عالمِ خیال میں ایک آواز گونجی، تم نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا، اپنے پیاروں سے رشتہ توڑا، اپنی دھرتی اور مادرِ علمی سے منہ موڑا۔ انہی تصورات میں محو تھا کہ مولانا علیم صاحب کی آواز نے راقم کو چونکا دیا کہ حضرت آپ اتنی دیر سے ایک ایک چہرہ تکتے گیٹ کے پاس کھڑے کیا سوچ رہے ہیں، وقت بہت کم ہے، ڈھائی بجے دن میں ٹرین ہے، ابھی یونیورسٹی جانا ہے جو دور بھی ہے اور اس وسیع وعریض یونیورسٹی کو دیکھنا اور واپس ریلوے اسٹیشن پہونچنا ہے، سائیکل رکشہ والا پندرہ منٹ سے آپ کا انتظار کر رہا ہے کہ آپ گیٹ سے باہر آئیں تو ہم لوگ سیدھے یہاں سے یونیورسٹی چلیں۔ مولانا معین الاسلام اشرفی ہم سے پہلے ہی رخصت ہو گئے تھے، چلتے چلتے فرما گئے تھے کہ آپ لوگ دوپہر کا کھانا ان کے حجرے میں تناول کریں، ہم لوگ واپس خورشید عالم صاحب کی دکان آئے، اپنا سامان اٹھایا، یونیورسٹی کے لئے روانہ ہونے ہی والے تھے کہ انہوں نے فرمایا آپ کو آپ کی پرانی قیام گاہ دیکھا لائیں، ہم لوگ گلیوں سے نکل کر عبدالشکور زردہ اینڈ کمپنی کی بلڈنگ پہونچے۔ راستہ میں صاحب بازار کی جامع مسجد دیکھی، ویسی ہی کی ویسی ہے۔ باہر سے نہ اس میں کوئی توسیع کے آثار نظر آئے نہ تعمیرِ نو کے۔ ایک راستہ اس کے جنوبی حصہ سے بھی دریا کی طرف اور پھر آگے جا کر مخدوم صاحب کے مزار کی طرف نکلتا ہے۔ البتہ اردگرد نئی عمارات ضرور بن گئی ہیں، مارکیٹیں بن

گئی ہیں۔ مسجد کے ایک طرف حبیب بینک اور یونائیٹڈ بینک کی شاخیں ہوا کرتی تھیں، اس کے بالمقابل عبدالشکور زردہ اینڈ کمپنی کے راستہ کی جانب نیشنل بینک آف پاکستان کی ایک برانچ ہوا کرتی تھی۔ اسی کے برابر میں ایک تین منزلہ عمارت تھی جس میں راقم کے دوست علیم صاحب مرحوم کا گھر اور نیچے کے فلور پر کپڑے کی بہت بڑی دکان ہوا کرتی تھی۔ عبدالشکور سرتی والے کی بلڈنگ ویسی ہی کھڑی ہے، اب وہاں نہ فیکٹری ہے نہ کوئی انسان۔ مین گیٹ کھلا ہوا تھا۔ اندر سائیں سائیں کی آواز آرہی تھی۔

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

اس کے سامنے ایک دو دُکانیں ہوا کرتی تھیں۔ اب چاولوں کی بہت بڑی آڑھت کھل گئی ہے۔ بڑا بازار بن گیا ہے، نگاہیں جن کو ڈھونڈ رہی تھیں، وہ نظر نہیں آئے۔ دل گھبرایا۔ خورشید عالم صاحب سے راقم نے کہا کہ جناب اس بلڈنگ کے اندر راقم نہیں جائے گا، بہانہ کیا کہ دھوپ میں گھومنے کی وجہ سے طبیعت خراب ہو رہی ہے، جلدی اپنی دُکان پر واپس چلیں۔ ان کی دُکان پر واپس آئے، مشروب پیا، پھر علیم صاحب کی تعزیت کے لئے ان کی بلڈنگ کی طرف گئے۔ ان کے بھتیجے ملے۔ انہوں نے بتایا کہ والد بھی انتقال کر چکے ہیں۔ ان سے تعزیت کی، فاتحہ پڑھی۔ انہوں نے بتایا کہ یہ پوری تین منزلہ بلڈنگ ہماری ہے۔ بنگلہ دیش بننے کے بعد سے اب تک ۳ بار یہ لٹ چکی ہے، ایک حصہ پر ابھی تک مکتی باہنی سے متعلق لوگ قابض ہیں، عدالتی فیصلہ ہمارے حق میں ہونے کے باوجود نہ خالی کرتے ہیں، نہ کرایہ دیتے ہیں، جان سے مارنے کی دھمکی الگ دیتے رہتے ہیں اس لئے ہم لوگ بھی خاموش ہیں، اچھے وقت کے انتظار میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ ظالموں سے نجات عطا فرمائے گا۔

جناب محمد علیم الدین تاجر کپڑا کا انصاری برادری سے تعلق تھا۔ ان کا خاندان پاکستان بننے کے بعد ۱۹۵۰ء میں مئو، گھوسی (اعظم گڑھ) بلیا وغیرہ علاقوں سے ہجرت کر کے مشرقی پاکستان آ گیا تھا۔ علامہ مولانا حکیم غلام مصطفیٰ کوثر امجدی علیہ الرحمۃ سے غالباً رشتہ داری تھی لیکن یہ ضرور ہے کہ ان کے ہم وطن تھے۔ فقیر طالبعلمی کے زمانے میں ان کے ساتھ اکثر علیم صاحب کی دوکان اور گھر پر حاضر ہوتا تھا۔

-----------xxxxx-----------

## حواشی

۱؎ علامہ مولانا حکیم غلام مصطفیٰ کوثر امجدی علیہ الرحمۃ راجشاہی کے محلّہ گھوڑامارا میں مقیم تھے۔ اشرف العلوم کے نام سے ایک دینی مدرسہ کے مہتمم تھے۔ حکیم تھے، طبابت کا کام بھی کرتے تھے، قادری دواخانہ کے نام سے گھر پر ہی آپ کا ایک مطب تھا۔ ۱۹۲۵ء میں جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی سے فارغ التحصیل تھے۔ آپ کے اساتذہ میں جیّد علماء کے اسمِ گرامی آتے ہیں۔ مثلاً صدر الشریعہ، مصنفِ بہارِ شریعت، استاذ العلماء، حکیم ملت، علامہ مولانا امجد علی اعظمی صاحب قدس سرہٗ العزیز القوی، علامہ عبدالمصطفیٰ ماجد اعظمی ازہری، علامہ حافظ عبدالعزیز محدث مرادآبادی، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، علامہ حافظ عبدالشکور صاحب، علامہ حکیم صابر حسن خاں صاحب اعظمی علیہم الرحمہ۔ شعر و سخن میں آپ کے اساتذہ حضرت ناظم بلیاوی شاگرد جانشینِ داغ، حضرت مہر گوالیاری اور علامہ مولانا شائق اعظمی صاحبان تھے۔ غالباً ۱۹۵۲ء بلیا سے ہجرت کر کے مشرقی پاکستان، راجشاہی آ گئے، مولانا کوثر امجدی نہایت باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے۔ والدِ ماجد سے برادرانہ مراسم تھے۔ فقیر سے اور اس کے تمام برادران سے بڑی شفقت و محبت کا اظہار فرماتے تھے۔ قیامِ راجشاہی کے دوران اکثر مشاعروں میں ہم دونوں ایک ساتھ شریک ہوئے تھے۔ یہ طرحی مشاعرے جناب ابومحمد صاحب

کے مکان پر ایس عبدالشکور زردہ اینڈ کمپنی کی بلڈنگ میں ہوا کرتے تھے۔ مولانا کوثر امجدی صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ شروع شروع میں غزل کہتے تھے، بعد میں صرف نعتیں کہنے لگے۔ فرماتے تھے کہ جب سے میں نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کا کلام پڑھا، غزلیں کہنا چھوڑ دیں، صرف نعتیں کہتا ہوں۔ یہ فیضِ رضا ہے جو مجھ پر جاری ہوا۔ آپ کا نعتیہ دیوان ''جامِ کوثر'' کے نام سے راقم کے والد ماجد نے ۱۹۷۸ء میں پہلی بار کراچی سے شائع کیا تھا۔ مولانا کوثر امجدی صاحب کی ایک اور تصنیف ''سفرنامۂ حرمین طیبین'' ہے جو آپ نے ۱۹۵۹ء میں حجِ بیت اللہ اور زیارتِ روضۂ رسولِ مقبول ﷺ کے بعد تحریر کی تھی۔ ۱۹۷۱ء کے ہنگامے میں مولانا اپنے دیگر عزیزوں کے ساتھ ہندوستان ہجرت کر گئے۔ کچھ دن کلکتہ میں قید و بند کی تکالیف بھی برداشت کیں، رہائی کے بعد جامعہ اشرفیہ، مبارکپور میں بطور معاون مفتی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۸۱ء میں جب فقیر سیدی و مرشدی مفتی اعظم علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ کے چالیسویں میں شرکت کے لئے کراچی سے بریلی شریف حاضر ہوا تو وہاں سے حافظ ظہیر الدین مدیر اعلیٰ ماہنامہ استقامت سے ملاقات کے لئے کانپور جانا ہوا۔ فقیر کے ساتھ جناب حاجی محمد حنیف طیب صاحب (حال ممبر اسلامی نظریاتی کونسل) بھی ہمراہ تھے۔ حافظ ظہیر صاحب کی قیام گاہ پر مولانا کوثر امجدی سے ۱۹ سال بعد اچانک ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ فقیر نے ان کو فوراً پہچان لیا لیکن انہوں نے ذرا تأمل کے بعد پہچانا، بڑی گرمجوشی سے ملے۔ تمام بھائیوں کی خیریت دریافت کی۔ غالباً ۱۹۸۷ء میں ان کا انتقال مبارکپور ہی میں ہوا۔ مولانا کوثر امجدی کے علمی بلند قامتی، ان کے اشعار اور تصانیف کے بلند معیار کا اندازہ اس ایک بات لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کے نعتیہ دیوان جامِ کوثر اور سفرنامۂ حرمین طیبین پر وقت کے بڑے بڑے فضلاء نے تقاریظ لکھی ہیں اور آپ کے علم و فضل، طرزِ تحریر، اعلیٰ شعری و ادبی ذوق، تقویٰ و طہارت اور اخلاقِ حسنہ کی تعریف کی ہے۔ مثلاً ''جامِ کوثر'' پر والدِ گرامی مولانا سید وزارت رسول قادری رضوی، پروفیسر سید شبیر علی کاظمی، صدر شعبۂ اردو، راجشاہی گورنمنٹ کالج، بہزاد لکھنوی، علامہ فضل قدیر اختر امجدی ندوی، استاد شعبۂ علومِ اسلامی، ڈھاکہ یونیورسٹی اور الحاج پروفیسر ڈاکٹر خواجہ معین الدین جمیل، ایم۔اے، لندن، ڈی۔لٹ، پیرس، صدر شعبۂ فلسفہ جامعہ راجشاہی، جبکہ ''سفرنامۂ حرمین طیبین'' پر برصغیر پاک و ہند کے جن جلیل القدر علماء نے تعریف کی ہے، ان میں خاص طور پر قابلِ ذکر نام مفسر قرآن حضرت مولانا علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب اور حضرت علامہ شاہ عارف اللہ صاحب میرٹھی رحمہما اللہ کے ہیں۔

جاری ہے۔۔۔

# سانحہ نشتر پارک، جیسا میں نے دیکھا

تحریر: کوکب نورانی اوکاڑوی

''جماعت اہلِ سنّت'' (پاکستان) میرے والد گرامی حضرت خطیبِ اعظم مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس برس پہلے 1956ء میں قائم کی، اس تنظیم کی ابتدا کراچی شہر سے ہوئی۔ ابا جان قبلہ علیہ الرحمہ ان دنوں کراچی شہر کی سب سے بڑی اور نئی تعمیر شدہ نیومیمن مسجد، بندر روڈ (ایم اے جناح روڈ) کے خطیب و امام تھے۔ انہوں نے کراچی شہر میں اہلِ سنّت و جماعت کی طرف سے مجالس عشرۂ محرم کے انعقاد کے ساتھ ساتھ عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کا بھی سلسلہ شروع کیا۔ انجمن مسلمانانِ پنجاب کے جلوس کے ساتھ شامل ہو کر یہ جلوس آرام باغ میں اختتام پذیر ہوتا۔ یہاں جلسہ میں میرے والد گرامی علیہ الرحمہ کے سوا کسی سنّی عالم کو خطاب کا موقع نہ دیا جاتا اور کوئی ''سرکاری'' مہمان ضرور ہوتا۔ 1970ء میں جماعت اہلِ سنّت کے امیر و صدر کی حیثیت سے ابا جان قبلہ علیہ الرحمہ نے اعلان کیا کہ جماعت اہلِ سنّت کا سالانہ جلوس نیومیمن مسجد سے نشتر پارک تک پیدل مسافت طے کرے گا اور وہیں مرکزی اجتماع ہوا کرے گا۔

حضرت والد گرامی علیہ الرحمہ کے علاوہ علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، مولانا محمد حسن حقانی، مولانا جمیل احمد نعیمی، مولانا محمد وسایا الخطیب، صوفی محمد ایاز خان نیازی، شاہ فرید الحق، ظہور الحسن بھوپالی اور متعدد علماء و مشائخ و دیگر شخصیات ہر سال اس جلوس کی قیادت کرتیں۔ ظہر سے عصر تک جلوس کا دورانیہ ہوتا اور عصر تا مغرب نشتر پارک میں جلسہ ہوتا۔ اس دن کے لیے کبھی قیام امن کی اپیل کی جاتی نہ ہی پولیس یا انتظامیہ سے نگرانی و تعاون چاہا جاتا۔ ہر سال ماہِ محرم میں یوم عاشورا کے حوالے سے ضرور یہ اعلان ہوتا کہ امن قائم رکھا جائے۔ گزشتہ چند برسوں سے عالمی دہشت گردی اور تخریب کاری کے مسلسل نمایاں واقعات کی وجہ سے ہر تیوہار پر یہ خدشہ ظاہر کیا جانے لگا کہ شر پسند عناصر ایسے مواقع پر بھی شر انگیزی کر سکتے ہیں لہٰذا انسانی جانوں اور املاک کے تحفظ کے لیے ضروری انتظام کیے جائیں۔ دیکھا گیا کہ گزشتہ پانچ برسوں میں بھی عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر کوئی خاص حفاظتی انتظام نہیں ہوئے۔ شاید اس خیال سے کہ ہر گلی ہر محلے میں سبھی مسلمان اس موقع پر میلاد شریف مناتے ہیں تو کسی تخریب کاری کا کیا گمان!

اس سال ڈین مارک میں فلیمنگ روز اور اس کے ساتھی شیطانوں نے مذموم کارٹون شائع کر کے وہ دہشت گردی کی کہ دنیا بھر میں غم و غصہ ظاہر ہوا۔ کراچی کے شہری و صوبائی حکمرانوں کو باور کرایا گیا تھا کہ تخریب کار دیکھ چکے ہیں کہ تحفظ ناموس رسالت (ﷺ) کی ریلی کتنی پُر امن اور کامیاب رہی ہے اور لوگ اس سال اپنے نبی پاک ﷺ سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کچھ زیادہ جوش و جذبے سے کریں گے، اس لیے حفاظتی انتظامات میں کسی طرح غفلت نہ برتی جائے۔ 9 ربیع الاول 1427ھ کو دعوت اسلامی کے مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں خواتین کے اجتماع کے اختتام پر بد نظمی کی وجہ سے بھگدڑ مچ گئی اور تیس سے زائد خواتین جاں بحق ہو گئیں۔ اس سانحے کو کسی سازش کا نتیجہ قرار دینے کی کوشش نہیں کی گئی۔ لیکن اس سانحے پر سبھی کو صدمہ تھا اور لوگ مغموم تھے۔ 12 ربیع الاول 1427 گیارہ اپریل دو ہزار چھ کو جماعت اہلِ سنّت اور متعدد سنّی تنظیموں کا سالانہ مرکزی جلوس علمائے اہل سنّت اور جماعت اہل سنّت کراچی کے امیر حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری کی قیادت میں نیومیمن مسجد سے نشتر پارک روانہ ہوا۔ مختلف علاقوں سے چھوٹے بڑے کتنے ہی پاپیادہ افراد کے جلوس اور سواریوں کے قافلے اس میں شامل ہوتے رہے اور سبھی نشتر پارک کی طرف رواں دواں تھے۔ نشتر پارک کے قریب ''پرانی نمائش چورنگی'' کو

مولانا شاہ احمد نورانی کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ اس چورنگی کے اطراف یکم ربیع الاول ہی سے متعدد اسٹالز لگ جاتے ہیں۔ جلوس کی آمد پر ان اسٹالوں پر جمع ہجوم کی وجہ سے جلوس کی روانی میں فرق آ جاتا ہے اور اس سال اسی باعث تقریباً نصف گھنٹے کی تاخیر سے جلوس نشتر پارک پہنچا۔ یہاں لوہے کے پائپس سے بنا ہوا اسٹیج خاصا بڑا اور مضبوط تھا اس پر لکڑی کے تختے بچھے تھے گزشتہ شب اسی اسٹیج پر نعت خوانی ہوتی رہی تھی۔ عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد مولانا سید شاہ تراب الحق صاحب قادری اسی اسٹیج پر خود مائک پر آئے اور مختصر خطاب کیا، ان کا خطاب جاری تھا کہ نماز مغرب کی اذان شروع ہوگئی۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ وہ جائیں نہیں کیوں کہ نماز کے بعد جلسہ ہوگا۔ اتنا کہہ کے وہ اسٹیج سے نیچے حاضرین میں نماز کی امامت کے لیے چلے گئے۔ جناب حاجی محمد حنیف طیب بھی اسٹیج سے اتر گئے۔ اسٹیج پر موجود افراد وہیں باجماعت نماز ادا کر لیتے ہیں۔ اسٹیج پر اس سال مولانا سید عبدالوہاب اکرم قادری نے امامت کروائی اور نماز کے بعد مختصر دعا کی۔ اسٹیج پر موجود افراد سنتوں کی ادائی کے لیے کھڑے ہوئے۔ مَیں ابھی اپنی جگہ بیٹھا کچھ وِرد کر رہا تھا کہ اسٹیج سے کچھ فاصلے پر بہت شدید دھماکا ہُوا جو سماعت پر بہت بھاری گزرا، مَیں نے لوگوں کو گرتے اور بھاگتے دیکھا۔ مَیں نے پوچھا کیا ہُوا ہے؟ میرے ایک عقیدت مند نے مجھے اٹھایا اور کہا کہ بم پھٹا ہے، یہاں سے چلیے اس نے میرا بازو تھاما تو میرے کُرتے کی آستین خون سے رنگین تھی اس نے بتایا کہ کُرتے کی پشت بھی خون سے بھری ہوئی ہے، مجھے دائیں کندھے پر کچھ گرمی سی محسوس ہوئی، اسٹیج پر متعدد لوگ بے سُدھ گرے ہوئے تھے، میرا سانس گھٹ رہا تھا اور میرا سینہ جکڑ گیا تھا، میری آواز بالکل خشک ہوتی جا رہی تھی۔ اسٹیج سے مجھے اتارا گیا تو وہاں موجود لوگ میرے گرد آئے انہوں نے میرا خون بہتا دیکھا تو بغیر تاخیر کے مجھے میری ہی گاڑی میں ہسپتال لے چلے۔

زندگی میں یہ سانحہ پہلی مرتبہ بچشم خود دیکھا تھا، مجھے اندازہ ہُوا کہ اچانک بہت سے لوگ بم دھماکے میں کیوں جاں بحق ہو جاتے ہیں۔

بم پھٹتے ہی بارود کے ساتھ جو گیس نکلتی ہے وہ نظام تنفس کو بہت زیادہ متاثر کرتی ہے اور دل اور پھر پھیپھڑوں پر فوری اس کا اثر ہوتا ہے اور جانے کتنے اسی باعث دم توڑ دیتے ہیں۔ راستے بھر میں دُرود وسلام کا وِرد کرتا رہا۔ موبائل فون بجنے لگا، لوگ مجھ سے میری خیریت پوچھ رہے تھے۔ ہسپتال پہنچے تو مجھے خون میں لت پت دیکھ کر لوگ گھبرا گئے۔ ڈیوٹی ڈاکٹروں نے مجھے آکسی جن ماسک پہنایا، انجکشن لگائے اور خون بند کرنے کے جتن کرنے لگے۔ نصف گھنٹے بعد میرا سانس بحال ہوگیا۔ اس دوران لیاقت نیشنل ہسپتال میں متعدد زخمی لائے جا چکے تھے اور وہاں پہنچنے والے کارکن بہت ہی گھبرائے ہوئے اور کچھ مشتعل تھے، ہر ایک کا مطالبہ فوری طبی امداد کا تھا۔ مَیں نے آواز ٹھیک ہوتے ہی حضرت مولانا شاہ تراب الحق قادری کی خیریت معلوم کی۔ مجھے بتایا گیا کہ وہ ٹھیک ہیں البتہ اسٹیج پر میرے دائیں بائیں اور آگے پیچھے بیٹھے افراد میں سے اکثر شدید زخمی ہیں اور سنّی تحریک کے تینوں نمایاں قائدین کی حالت نازک ہے۔ ایمرجنسی وارڈ میں عجیب سماں تھا، مولانا سید مظفر حسین شاہ روتے ہوئے آئے، وہ کہہ رہے تھے یہ کیا ہوگیا؟ میرے بھائی کو جانے کس نے خبر کر دی تھی وہ بھی پہنچ گئے۔ اس وقت میری حالت خاصی سنبھل چکی تھی۔ ایکسرے کیا جا چکا تھا کہ معلوم ہو جائے کہ کوئی چھرے جسم میں تو نہیں رہ گئے۔ خون کا بہاؤ روکنے کے لیے طبیب مشغول تھے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ بارود میں بھرے یہ چھرے بہت زیادہ رفتار سے پھیلے اور جسموں کے آر پار ہو گئے۔ یہ کیا...... میں تو اپنا ہی احوال لکھتا جا رہا ہوں۔ مجھے خبر ملی کہ حافظ محمد تقی، حاجی حنیف بلو، مولانا مختار احمد خاں، سید فرید الحسنین، عبدالقدیر عباسی شہید ہو چکے ہیں۔ سنی تحریک کے تینوں قائدین محمد عباس قادری، افتخار احمد بھٹی اور مولانا محمد اکرم قادری کی شہادت کی خبر دیر سے دی گئی۔ شہر میں ساری فضا سوگ وار ہوگئی تھی۔ سنا گیا کہ بعض جگہوں پر جلاؤ، پتھراؤ کی وارداتیں بھی ہوئیں۔ ٹی وی کے مختلف چینلز سے نشتر پارک کے مناظر دکھائے جا رہے تھے۔ یہ کیسی رات چھا گئی تھی؟ انتظامیہ کو ایک ''سر'' ملا تھا۔ اس کی بنیاد پر تحقیقات سے پہلے ہی انہوں نے اسے خودکش حملہ ٹھہرا دیا اور

اسے دہشت گردی قرار دیا۔ پاکستان کی تاریخ میں عید میلاد النبی ﷺ کے دن ایسا بدترین سانحہ رونما ہوا۔ دُرود وسلام پڑھنے، اپنے پیارے نبی کا پیارا نام چومنے والے، پُر امن لوگوں پر یہ ستم کس نے ڈھایا؟ پُر امن رہنے والے صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت کس کس کو کھٹکنے لگے ہیں؟ ان 57 شہداء کا ناحق خون کیوں بہایا گیا؟ کیا دشمنی تھی ان سے؟ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں خاتم النبیین ﷺ کے دیوانے کیسے کھٹک رہے ہیں؟ کیا ایسی مذموم سازشوں سے یہاں کے مسلمانوں کو خوف زدہ کیا جاسکے گا؟ کیا اس ملک میں دہشت گردی سے اسلام اور مسلمانوں کو دبایا جاسکے گا؟ اس ملک کو اپنی مذموم سازشوں کا ہدف بنانے والے ضرور بے نقاب ہوں گے، ان کی سازشیں خود ان پر لوٹ جائیں گی، وہ شاید نہیں جانتے کہ شہیدوں کا خون ضرور رنگ لاتا ہے۔

یہاں دو ٹی وی چینلز نے میرا نام بھی شہداء کی فہرست میں لکھ دیا۔ ملک بھر میں میرے شہید ہوجانے کی افواہ نے لوگوں کو کتنا پریشان کیا، اس کا اندازہ ان ہزاروں فون کالز سے ہوا جو اس رات میرے گھر اور جامع مسجد گل زارِ حبیب میں مسلسل آتی رہیں۔ ذمہ دار لوگوں کے رابطہ کرنے پر رات کے تیسرے پہر انہی چینلز سے یہ بتایا گیا کہ مَیں زخمی ہوا ہوں مگر زندہ ہوں۔ ہفتہ بھر دنیا بھر سے لوگوں نے محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہوئے مزاج پُرسی کی اور میرے لیے جو دعائیں کیں مجھے اندازہ ہوا کہ میرے نبی پاک ﷺ کا مبارک ذکر کرنے کی کتنی برکات ہیں۔ اللہ کریم ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے، مَیں ان سب کا شکر گزار ہوں اور سبھی سے دعاؤں کا طالب ہوں۔

تین دن کراچی میں ان شہداء کے جنازے ہوئے اور ہر جنازے میں لوگ بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ سنی تحریک کے قائدین کے جنازے کا ہجوم سب سے زیادہ تھا۔ اس سانحے کی تحقیقات کا چرچا بہت ہے۔ اللہ کرے کہ مجرموں کی نہ صرف صحیح شناخت ہو بلکہ وہ کیفر کردار کو بھی پہنچائے جائیں اور دنیا جان لے کہ مسلمان ہرگز دہشت گرد نہیں بلکہ دہشت گردی کا نشانہ ہیں۔

## وفیات

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

۱۔ یہ خبر نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ حضرت علامہ مولانا قاری بشیر احمد صاحب تلمیذِ رشید مفسرِ قرآن حضرت علامہ مولانا عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ اور برادرِ اکبر حضرت مولانا قاری محمد یوسف سیالوی مہتمم جامعہ احسن القرآن، دینہ کو ۱۶ رمئی ۲۰۰۶ء کو کسی بدبخت نے لاہور میں شہید کردیا۔ آپ کی شہادت سے اہلِ سنت و جماعت ایک عظیم عالم اور نہایت خوش خلق استاذ سے محروم ہوگئی۔ پاکستان کے علاوہ آپ نے برطانیہ، اسکینڈی نیون ممالک، امریکہ وغیرہ میں علمِ دین اور مسلک حقہ کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ آپ کے جنازے میں ہزاروں علماء ومشائخ سمیت لاکھوں افراد نے شرکت کی۔

۲۔ انجمن طلباء اسلام کے سابق عہدیدار جناب مشکور احمد صاحب جو OGDCL میں گریڈ ۱۹ کے افسر تھے، ۲۴ رمئی ۲۰۰۶ء کو ۶ ماہ کی طویل علالت کے بعد اسلام آباد میں انتقال کرگئے۔ جناب مشکور صاحب ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے پرانے معاونین میں سے تھے۔ خاص طور پر ادارہ کے اسلام آباد دفتر کو آباد رکھنے میں ان کی بڑی خدمات ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ان دونوں حضرات گرامی کی مغفرت فرمائے، ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبرِ جلیل کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔ ادارہ کے سرپرستِ اعلیٰ، صدر و اراکین ان دونوں حضرات کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ واضح رہے کہ ادارہ کی اسلام آباد شاخ کے نگران جناب مولانا مجاہد رفیق نقشبندی صاحب نے ان دونوں حضرات کے جنازے اور سوئم میں ادارہ کے نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کی اور ان کے لواحقین سے تعزیت فرمائی۔

# دینی، تحقیقی و علمی خبریں

ترتیب و پیشکش: محمد عمار ضیاء خاں قادری

## صدرِ ادارہ کی بنگلہ دیش کے تیسرے سفر سے واپسی

الحمدللہ صدرِ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب بنگلہ دیش کے پندرہ روزہ کامیاب دورے سے ۲۳ مئی کی شام ڈھاکہ سے کراچی بخیریت و عافیت واپس پہونچے۔ اس دورے میں آپ نے چٹاگانگ میں محفلِ گیارہویں شریف اور فقیہِ بنگلہ دیش، امینِ ملت، شیخ طریقت مفتی سید امین الاسلام ہاشمی علیہ الرحمۃ کی مجلسِ چہلم شریف میں شرکت کی، جامعہ احمدیہ سنیہ کا دورہ کیا، چٹاگانگ کے علماء و مشائخ اور ریسرچ اسکالر حضرات سے ملاقاتیں کیں۔ بعدہٗ شمالی بنگلہ دیش، دیناجپور میں علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری مدظلہ العالی کے اسلامک سینٹر کا دورہ کیا، علامہ ارشاد کی تقریبِ ولیمہ، انٹرنیشنل میلاد کانفرنس (منعقدہ زیرِ اہتمام انجمنِ عاشقانِ رسول ﷺ) میں شرکت کی۔ اس کانفرنس میں لبنان سے تشریف لائے ہوئے عالمِ دین جناب خلیل احمد دباغ اور دیناجپور کے سینئر جج جناب شمیم محمد افضل صاحب (سربراہ انجمنِ عاشقِ رسول ﷺ) بھی شریک تھے۔ کانفرنس کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی تھی کہ دیناجپور اور اطراف سے تمام سلاسل کے بہت سے علماء و مشائخ اسٹیج پر موجود تھے۔ صدرِ ادارہ نے سید پور اور رنگپور میں محافلِ میلاد سے خطاب کیا۔ بحمداللہ صدرِ ادارہ کی تجویز پر سالِ رواں سے اسلامک سینٹر میں اب درسِ نظامی کی باقاعدہ کلاس کا اجراء ہوگیا ہے۔

دیناجپور سے واپسی پر صاحبزادہ صاحب حضرت مولانا ابوالخیر رضوی منظری کی دعوت پر اپنی پرانی جائے سکونت ایشوردی گئے۔ یہاں آپ نے اہلِ سنت کے نہایت مخلص خادم صوفی محمد کمال اشرفی کے مکان پر قیام کیا۔ معروف سماجی کارکن جناب شرافت حسین خاں صاحب دارالعلوم کے ناظم ہیں۔ یہیں آپ کی ملاقات اسکول کے دو ہم جماعت شخصیات جناب ماسٹر امان اللہ خاں صاحب اور جناب اسحٰق خاں صاحب سے ہوئی۔ وہاں اپنی مادرِ علمی ناظم الدین ریلوے ہائی اسکول کا دورہ کیا اور درسِ نظامی کے لئے خصوصی طور پر قائم شدہ دارالعلوم مظہرِ اسلام بھی گئے جہاں الحمدللہ دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف سے فارغ التحصیل تین اساتذہ درسِ نظامی کا باقاعدہ درس دے رہے ہیں۔ جن کے سربراہ صدر مدرس مولانا ابوالخیر رضوی مدظلہ العالی ہیں۔ دیگر اساتذہ میں ان کے برادرِ اصغر مولانا سعید الرحمٰن صاحب اور مولانا میکائیل صاحب حفظہما اللہ ہیں۔ اس کے لئے علامہ ڈاکٹر ارشاد بخاری صاحب زید مجدہٗ نے دارالعلوم منظرِ اسلام سے فارغ التحصیل اساتذہ کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔ (واضح ہو کہ بنگلہ دیش میں درسِ نظامی کا کوئی دارالعلوم نہیں تھا)۔ ڈھاکہ واپسی پر حاجی امین میمن صاحب، نواسۂ علامہ مولانا محمود جان جودھپوری، جامپوری (خلیفۂ اعلیٰ حضرت) کے گھر پر قیام کیا، حاجی محمد علی بھٹو صاحب (مرید حضرت تاج الشریعۃ علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب) اور علماء و مشائخ سے مفید ملاقاتیں ہوئیں۔ ایشوردی میں قیام کے دوران اسلامک یونیورسٹی، کشٹیا کے شعبۂ القرآن کے صدر محترم ڈاکٹر عبد الودود صاحب بھی ملنے آئے اور اعلیٰ حضرت کے ترجمۂ قرآن کے حوالے سے پی۔ ایچ۔ ڈی پر تبادلۂ خیالات ہوئے۔ جامعہ کی لائبریری کے لئے اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اہلِ سنت کی کتابوں کے عطیہ کی بات بھی ہوئی۔ صاحبزادہ صاحب نے بعض اسکالرز کو ۲۰۰۶ء کی امام احمد رضا کانفرنس کی مطبوعات کا سیٹ اور شائع شدہ

کتب کی سی۔ ڈیز بھی دیں۔ محقق اور اسکالرز حضرات نے ڈیجیٹل لائبریری کی سی۔ ڈی کو بہت سراہا۔ اس کے علاوہ ان میں بعض کو کانفرنس کی سی۔ ڈی بھی دی۔ جن لوگوں نے کانفرنس کی سی۔ ڈی دیکھی انہوں نے امام احمد رضا کانفرنس کے انعقاد اور اس میں شریک دنیائے عرب کے اسکالرز اور پاکستان کے اسکالرز کے خطبات کی بہت تعریف کی۔ ان کا خیال ہے کہ انہوں نے آج تک کسی اہلِ سنت ادارے کی طرف سے ایسی شاندار کانفرنس کا انعقاد نہ دیکھا، نہ سنا۔ فللحمد للہ علی ذالک۔ بنگلہ دیش میں ہر جگہ کے علماء اور عوام اہلِ سنت سانحۂ جلسۂ عید میلاد النبی ﷺ نشتر پارک پر سخت صدمہ اور غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ چٹا گانگ اور ڈھاکہ، دیناجپور، سید پور میں علماء مشائخ نے باقاعدہ اس سانحہ پر احتجاج کیا اور حکومتِ پاکستان سے مجرموں کو جلد کیفر وکردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا اور اس کی خبریں وہاں کے اخبارات میں بھی شائع ہوئیں۔

جامعہ ازھر میں

## ''عرسِ رضوی''

۲۵ صفر ۱۴۲۷ھ جامعۃ الازھر ''مدینۃ البعوث الاسلامیہ'' عمارت ۲۲ کے وسیع ہال میں ''عرسِ رضوی'' کا بڑے تزک واحتشام کے ساتھ انعقاد کیا گیا، جس میں مختلف ممالک کے طلبہ نے شرکت کرنے کے ساتھ بعض نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں نذرِ عقیدت بھی پیش کی۔

مہمانانِ خصوصی کی حیثیت سے دکتور محمد طلبہ عبد القادر النصار صاحب استاذِ ادب ونقد جامعہ عین الشمس، قاہرہ نے خطاب کیا اور اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ کی بابرکت شخصیت پر ''الدولۃ المکیہ'' کے حوالہ سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ''سیدی امام احمد رضا حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الدولۃ المکیہ'' کو میں نے ترکی سے مخطوط کی شکل میں حاصل کیا اور آج کل میں اس کی تحقیق وتخریج میں سرگرمِ عمل ہوں، ان شاء اللہ ۱۲ ربیع الاول شریف کے پُر بہار موقع پر وہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوجائے گی، اس سے میں نے خوب خوب استفادہ کیا اور اس نتیجہ پر پہونچا کہ اس میں ایک عاشق زار کے قلم سیال سے نکلے ہوئے آبدار موتی ہیں جو ناموسِ رسول ﷺ کے تحفظ کا پیغام دے رہے ہیں، آپ کی یہ کتاب علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ کی کتاب ''خصائص کبریٰ'' کے ہم پلہ وہم رتبہ ہے۔''

دکتور موصوف نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی عربی زبان و ادب کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ

''جب میں الدولۃ المکیہ کی فصاحت و بلاغت سے لبریز عبارتوں کو پڑھا تو میں عش عش کرنے لگا اور آپ کے اسلوب نگارش کو دیکھ کر حیران وششدر رہ گیا کہ ایک عجمی اتنا اعلیٰ کلام پیش کررہا ہے! یہ بلاشبہ حضور رحمتِ عالم ﷺ سے عشق فراواں کا نتیجہ ہے۔''

اپنی تقریر کا اختتام کرتے ہوئے دکتور موصوف نے جملہ سامعین کو پیغام دیتے ہوئے فرمایا کہ:

''اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر بزرگانِ دین کی کتابوں میں علوم ومعارف کے چشمے ابل رہے ہیں اور آپ حضرات ان سے اپنی تشنگی دور کریں، کیونکہ ان کے مطالعہ سے ایمان کو تقویت اور روح کو بالیدگی میسر آئے گی۔''

واضح رہے کہ اس پروگرام میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مختصر تعارف پر مشتمل ایک کتابچہ بھی تقسیم کیا گیا اور اس کا اختتام سلامِ رضا اور دعا پر ہوا۔

رپورٹ: فیضان الرحمٰن سبحانی۔ مصر

## ''سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایوارڈ''

صُفّہ فاؤنڈیشن کے زیراہتمام گزشتہ دنوں دبئی چوک صدر، لاہور کینٹ میں منعقدہ سالانہ میلادِ مصطفیٰ کانفرنس میں عالم اسلام کی عظیم علمی شخصیت حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کی دینی، علمی اور مسلکی خدمات کے اعتراف میں ''سیّدنا ابوھریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایوارڈ اور ایک لاکھ روپے کا چیک ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار کسی دینی شخصیت کو یوں ایوارڈ پیش کرنا اس اعتبار سے بھی منفرد تھا کہ الحمد للہ اہل سنت کے لوگوں میں تبدیلی پیدا ہونا شروع ہوگئی ہے۔ صُفّہ فاؤنڈیشن کے احباب محترم علامہ عمر حیات قادری، محترم علامہ امجد جاوید، محترم محمد افضل راحیل، محترم حاجی محمد سعید، محترم ریاض قدیر قادری، محترم، حاجی محمد ایوب، محترم محمد اسلم جاوید اور محترم محمد عثمان قادری مبارکباد کے مُستحق ہیں جنہوں نے عالم اسلام کی عظیم علمی شخصیت کی حیات مبارکہ میں نفیس خراجِ عقیدت پیش کرنے کا اہتمام کیا۔

اس موقع پر نامور محقق اور عالم دین مفتی محمد خان قادری، محترم علامہ عبدالحق ظفر چشتی، محترم ملک محبوب الرسول قادری اور صُفّہ فاؤنڈیشن کے چیرمین علامہ عمر حیات قادری نے قبلہ شرف صاحب کی خدمات پر روشنی ڈالی بعد ازاں مفتی محمد خان قادری، علامہ عمر حیات قادری اور ریاض قدیر قادری نے ایوارڈ اور چیک قبلہ شرف قادری صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ شرکاء کانفرنس نے اس موقع پر کھڑے ہوکر نعرۂ تکبیر و رسالت بلند کر کے علامہ شرف قادری صاحب کی پذیرائی کی۔

اس موقع پر شرکاء کانفرنس کو عالم اسلام کے عظیم محدث امام علامہ محمد بن موسیٰ المراکشی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مصباح الظلام'' کا اردو ترجمہ ''پکارو یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم'' کے نام سے جسے عربی سے اردو میں قبلہ شرف صاحب نے منتقل کیا ہے (288 صفحات کی یہ خوبصورت کتاب) تحفۃً پیش کی گئی۔ کیونکہ فاؤنڈیشن ہر سال اس کانفرنس کے موقع پر شرکاء کو کتاب ہی تبرک کے طور پر پیش کرتی ہے اب تک دو لاکھ سے زائد کتابیں مختلف اہم موضوعات پر چھپ کر ملک و بیرون ہزاروں افراد میں تقسیم کی جاچکی ہیں۔ اختتام کانفرنس پر قبلہ شرف صاحب نے عالم اسلام کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

## بزم حسان انٹرنیشنل نعت اکیڈمی ہوسٹن امریکہ کا ''نعتیہ مشاعرہ''

بزم حسان انٹرنیشنل نعت اکیڈمی ہوسٹن امریکہ کو قائم ہوئے کوئی آٹھ سال ہونے جارہے ہیں، اس وقت سے بزم کے زیر اہتمام کئی ایک معیاری علمی، ادبی پروگرامات ہو چکے ہیں اور انڈو پاک کی کئی ایک مشہور ادبی اور فنی شخصیات نے بزم کو اپنی شرکت سے زینت بھی بخشی ہے، جب کہ اس کا پروگرام جو ۲۰۰۲ء میں منعقد ہوا تھا ایک تاریخی پروگرام تھا، بزم کی مستقل ماہانہ نشست شہر کی عظیم سنی مسجد ''مسجد النور اہل سنت و جماعت'' میں ہر ماہ کے پہلے سنیچر کو رات میں منعقد ہوتی ہے جس میں شہر کے نعت خواں اور شعراء حضرات شرکت فرما کر بزم کو زینت بخشتے ہیں۔

مورخہ ۱۹ ذی قعدہ ۱۴۲۶ھ ۲۰ دسمبر ۲۰۰۵ء بروز منگل بعد نماز عشاء ایک عظیم نعتیہ مشاعرہ کا اہتمام بزم کی جانب سے بانی بزم حضرت مولانا قمر بستوی کی صدارت میں کیا گیا جس میں ہندوستان، پاکستان اور امریکہ کے بڑے بڑے شعراء نے شرکت فرمائی۔

عشاء کی نماز کے بعد مسجد النور کا ہال مدحت رسول ﷺ سے گونج اٹھا، اس انٹرنیشنل نعتیہ مشاعرے میں جن معروف شعراء نے شرکت فرما کر بارگاہ رسالت میں خراج عقیدت پیش کرنے کا شرف و اعزاز حاصل کیا وہ درج ذیل ہیں:

(۱) جناب حبیب ہاشمی صاحب کلکتہ (انڈیا) (۲) جناب اقبال حیدر صاحب کراچی (پاکستان) (۳) جناب محمد حنیف اخگر ملیح آبادی (نیویارک) (۴) جناب پرویز جعفری (ہوسٹن) (۵) جناب مولانا غلام زرقانی (ہوسٹن) (۶) بانی بزم جناب مولانا قمر بستوی (ہوسٹن) جب کہ نظامت کے فرائض جناب مولانا فیضان المصطفیٰ خطیب طیبہ مسجد نے انجام دیے۔

(رپورٹ......... بزم حسان نعت اکیڈمی ہوسٹن امریکہ)

# امینِ ملت، فقیہِ بنگلہ دیش کا چہلم شریف۔ منعقدہ چٹا گانگ

رپورٹ: مولانا انیس الزمان*

بحمد اللہ تعالیٰ گذشتہ ۱۲، ۱۳ مئی کو چٹا گانگ کی مقتدر شخصیت پیرِ طریقت، فقیہِ بنگال علامہ شاہ صوفی مفتی قاضی محمد امین الاسلام ہاشمی علیہ الرحمۃ کا دو روزہ چہلم شریف اور یومِ غوثِ اعظم شان و شوکت سے منایا گیا۔ پاکستان سے محترم صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب اس میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر تشریف لائے۔

## پہلے دن کا پروگرام:

بعد نمازِ جمعہ ۳ بجے امینِ ملت کے مزار شریف پر چادر و غلاف چڑھانے اور گل پوشی کی رسم ادا کی گئی۔ یہ نہایت ایمان افروز اور روح پرور منظر تھا۔ اس پروگرام میں کئی ہزار کی تعداد میں معتقدین دور دور سے شریک ہوئے۔ صف بہ صف زائرین کرام کی آمد دلکش منظر پیش کررہی تھی۔ اس دن ہلکی بارش ہورہی تھی۔ دراصل یہ بارانِ رحمت تھا۔ بارش کی بوندوں کے ساتھ پھولوں اور چادروں کو سر پر لیتے ہوئے نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت اور درود و سلام کی گونج میں بشکلِ جلوس لوگ پیدل مزار تک آئے۔ اس میں بحیثیت مہمانِ اعلیٰ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، پاکستان کے صدرِ مکرم پیر طریقت سید وجاہت رسول قادری صاحب کی شرکت نے اس کی خوبی میں اور بھی اضافہ کیا۔ ان گنت مریدین و محبین والہانہ انداز سے اس مجلسِ مبارکہ میں شریک ہوئے۔ قل خوانی، صلوٰۃ و سلام کے بعد مختصر تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ فقیہِ بنگال مفتی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ و سجادہ نشین علامہ قاضی صادق الرحمٰن ہاشمی، حضرت علیہ الرحمۃ کے خلیفہ (حال ساکن امارات)، مقرر شعلہ بیاں، علامہ محمد اللہ حسین (مدظلہ العالی)، جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ چاٹگام کے مفتیٔ اعظم مفتی سید وصی الرحمٰن صاحب، پرنسپل علامہ طیب علی صاحب وغیرہم شریکِ جلوس و محفل تھے۔ بعد میں چہلم شریف کی تقریب پر شائع کردہ یادگاری مجلّہ کا افتتاح کرنے کے بعد آخری مناجات میں دعا گو ہوئے علامہ سید وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی۔

اس کے بعد ختمِ قرآن مجید اور ختمِ صحیح بخاری شریف ادا ہوا۔ دونوں عظیم ختموں کے علاوہ اسی مناسبت میں تہلیل، ختمِ غوثیہ عالیہ و خواجگانِ چشتیہ، طرح طرح کے بے شمار ختمات ادا ہوئے۔ ان کی وفات سے لے کر مجلسِ چہلم تک سو سے زائد ختماتِ قرآن مجید کئے گئے جن میں سیکڑوں کی تعداد میں قرآن شریف ختم ہوئے۔ نمازِ عشاء سے قبل اس عظیم ختم شریف کی دعا و مناجات کا اہتمام امام اہلِ سنت بنگلہ دیش علامہ قاضی نور الاسلام ہاشمی کے زیرِ صدارت ہوا۔ ختمِ صحیح بخاری شریف میں شرکت کرنے والے مشاہیر علمائے اہلِ سنت میں سے قابلِ ذکر ہیں جامعہ چٹا گانگ کے نائب رئیس علامہ صغیر عثمانی، محدث علامہ سلیمان انصاری، مفتی سید وصی الرحمٰن، مفتی قاضی عبد الواجد، مفسر علامہ قاضی عبد العلیم رضوی، علامہ سالک الرحمٰن قادری، سبحانیہ عالیہ مدرسہ کے نائب رئیس علامہ ذوالفقار علی، محدث علامہ قاضی معین الدین اشرفی، مترجم کنز الایمان علامہ عبد المنان صاحب، مفتی ابراہیم القادری، پرنسپل ابوالبیان ہاشمی، علامہ شمس الضحیٰ باری، علامہ فضل الحق اسلام آبادی وغیرہم۔

روز اول کا اہم پروگرام عظیم الشان نورانی غوثیہ محفل تھی۔ اس محفل کے صدرِ مجلس امام اہلِ سنت علامہ قاضی نور الاسلام ہاشمی صاحب اور مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے رونقِ اسٹیج پاکستان سے تشریف لائے ہوئے صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب تھے۔

مولانا وجاہت رسول قادری صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز قصیدۂ بردہ شریف سے کیا۔ آپ نے کہا کہ امینِ ملت، مفتیٔ اعظم بنگلہ دیش حضرت امین الاسلام ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک عالمِ دین

* استاذ جامعہ احمدیہ سنیہ، چٹا گانگ

ہی نہ تھے بلکہ آپ منصبِ ولایت کے عالی مقام پر فائز تھے۔ ان کے ساتھ میری نہ رشتہ داری تھی نہ آگے سے کوئی تعلق، لیکن دو مرتبہ کی ملاقات کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ نے مجھے اپنا عاشق بنالیا اور یہی محبت مجھے پاکستان سے ملک بنگال میں ان کے چہلم کی مبارک محفل میں کھینچ لائی ہے۔ ان کی گفتار، ان کا کردار، ان کی محبت، ان کی شفقت، ان کا حسنِ سلوک، ان کی مہمان نوازی ایسی تھی کہ آپ سنتِ رسول ﷺ کا ایک مجسم نمونہ تھے۔ آپ وقت کے ایک ولی کامل تھے بلکہ مجھے یہ محسوس ہوا کہ آپ قطبِ وقت تھے۔ آپ عشقِ رسول ﷺ کا خزانہ تھے۔ جب بھی ان کے سامنے نعتِ رسول ﷺ پڑھی جاتی تو آپ کے بے تاب دل کی بے قراری دونوں آنکھوں سے اشک کی صورت میں چھلک پڑتی اور آپ یتیم پرور بھی تھے۔ یتیموں پر انتہائی شفقت فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے جگہ جگہ یتیم خانوں اور حفظ خانوں کی تعمیر کی۔ آپ ایک طرف سرکارِ دو عالم ﷺ پر از حد فدا تھے ساتھ ساتھ آپ غوثِ اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بھی عاشق تھے۔ اس لئے ان کا وصال ربیع النور شریف میں اور ان کا چہلم گیارہویں کی رات کو ہوا۔ ان کے زیرِ اہتمام جو غوث الاعظم کانفرنس ہوتی تھی، آج وہ ان کے چہلم کے صورت میں منعقد ہو رہی ہے۔ ان جیسے شریف و مہذب عالم و فاضل، عاشقِ صادق بنگلہ دیش میں مجھے بہت کم نظر آئے۔ آخر میں آپ نے ان کے شہزادگان کو خاص دلی دعاؤں سے نوازا اور کلماتِ تسکین و تسلی ادا کئے۔

اس محفل مبارکہ میں ان کے ساتھ خصوصی طور پر مقرر شعلہ بیان علامہ حافظ عبدالرحمٰن القادری، پرنسپل علامہ خیر البشر حقانی، علامہ محمد اللہ حسینی، پیر علامہ شمس الضحیٰ باری، فقیہ جامعہ محترم سید وصی الرحمٰن، پیر طریقت علامہ صادق الرحمٰن ہاشمی، پیر طریقت علامہ مفتی شاہد الرحمٰن ہاشمی، راقم حافظ انیس الزمان، حافظ مولانا شبیر احمد عثمانی شریک تھے۔ دیگر مہمانوں میں محترم الحاج نور محمد میمن، انجمن کے سیکریٹری جنرل الحاج فرید احمد چودھری (سابق کمشنر) وغیرہم حاضر تھے۔

علمائے کرام کی تقاریر کے بعد رات دو بجے نعت کی محفل شروع ہوئی جو صبح صادق تک چلی اور فجر کی اذان پر اختتام پذیر ہوئی۔ اس موقع پر جن مشہور نعت خوانوں نے نعتوں کا گلدستہ پیش کیا تھا ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حافظ ہارون الرشید، عبدالقادر، علاؤ الدین، حبیب الحق۔ دیگر شعراء بھی ان کے ساتھ تھے۔ آخر میں صلوٰۃ وسلام مع قیام ہوا اور مختصر الفاظ میں حاضرین کرام کا شکریہ محترم مولانا ابوسفیان عابدی القادری مدظلہ العالی نے ادا کیا۔ اذانِ فجر سے قبل حضور قبلہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ و جانشین علامہ قاضی صادق الرحمٰن ہاشمی صاحب زید مجدہٗ نے مناجات فرمائی۔

**دوسرے دن کا پروگرام:**

صبح نو بجے سے ختم تہلیل، ختمِ غوثیہ عالیہ، ختمِ خواجگان، لوری شریف، شجرہ شریف، قصیدۂ غوثیہ شریف، قل خوانی و فاتحہ اور اجتماعی زیارت کا بھی اہتمام کیا گیا۔ اس کے بعد صلوٰۃ وسلام پیش ہوا اور اس پروگرام کے اختتام پر دعا و مناجات ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، پاکستان کے چیئرمین صاحبزادہ وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی نے فرمائی۔

آخری دو روزہ پروگرام کا جو عظیم اہتمام تھا وہ بیس ہزار سے زیادہ لوگوں کے لئے لنگر کا کھلانا۔ علاقہ کے علاوہ دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کے لئے ۱۱ بجے صبح سے یہ لنگر شروع ہوا۔ بیک وقت ہزار سے زائد لوگوں نے بیٹھ کر لنگر کھایا اور یہ عام ضیافت ساڑھے پانچ بجے شام تک چلی۔ اس کھانے میں اکثر غرباء و فقراء، یتامیٰ و مساکین تھے تاہم ہر طبقہ کے لوگ خصوصاً ان کے دوست و احباب، رشتہ داروں، سرکاری افسروں، سٹی کارپوریشن کے محترم میئر بھی اس میں شریک تھے۔ علاقہ کے جانثار نوجوانوں خصوصاً انجمنِ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے کارکنان کو ان کی خدمت کے لئے کمربستہ دیکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ فقیہِ ملت کی قبر انور پر رحمت و رضوان کی بارش تا ابد فرمائے۔ آمین۔ بجاہِ سید المرسلین

# آخری سفر کا روح پرور منظر

پیر کامل، استاذ العلماء، شیخ الشیوخ، فقیہ بنگال، قطبِ وقت، امینِ ملت، مفتی علامہ قاضی محمد امین الاسلام ہاشمی علیہ الرحمۃ نے گذشتہ ۶ ربیع النور شریف مطابق ۱۵ اپریل دوپہر دو بجے اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔

اس سے پہلے تقریباً تین ماہ سے آپ مرضِ وفات میں مبتلا تھے۔ ڈاکٹروں نے اطلاع دی تھی کہ آپ کے دونوں کڈنی (kidney) فیل ہو چکے ہیں۔ پیر میں گینگرین کا مرض آ گیا۔ ان کو ڈایولایسس سے جتنا ممکن تھا، علاج کرنے کی کوشش کی گئی آخرکار ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ سخت تکالیف کے باوجود وہ کبھی شکایت کا لفظ منہ پر نہیں لائے۔ ڈاکٹروں کے پوچھنے پر بھی آپ اپنے درد و تکلیف کا اقرار نہیں کرتے۔ آپ صبر و استقلال کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ کڈنی کی بیماری میں مبتلاء مریض کا پیشاب کم مقدار میں ہوتا ہے لیکن امینِ ملت کی یہ حرکت خارقِ عادت تھی کہ آپ کا پیشاب تندرست لوگوں کی مانند ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر متعجب تھے اور اس کی وجہ بتانے سے قاصر رہے۔

انتقال سے قبل اکثر صلوٰۃ و سلام کا ورد فرماتے رہے بلکہ ان کی زبان پر درود و سلام کے الفاظ بے ساختہ جاری ہو جاتے۔ اس طرح کے بے شمار خرقِ عادت معاملات دیکھنے میں آئے۔ جب وہ رحلت فرمانے لگے تو ان کی کیفیت بحالتِ قیام جیسی تھی اور ان کی زبان پر بھی ''یا نبی سلام علیک'' کا ورد تھا۔

انتقال کے بعد ان کو غسل دیا گیا۔ غسل کے بعد جب ان کو رکھا گیا تو آپ کا چہرۂ انور وقتاً فوقتاً روشن سے روشن تر ہوتا گیا اور ایک جوان خوبصورت شخص کا چہرہ دکھائی دینے لگا۔ جنازہ کی نماز باٹینل سٹی کارپوریشن اسکول اور کالج کے میدان میں ہوئی۔ اس میں تقریباً پچاس ہزار کی تعداد میں لوگ سما جاتے ہیں لیکن ان کی نمازِ جنازہ میں ہجوم کے سبب باضابطہ نماز کی صف نہ رکھی جا سکی کیونکہ اتنے لوگوں کا ہجوم اس میدان میں اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ جس کو جہاں جگہ ملی وہی پہ کھڑا ہو گیا۔ اس کے باوجود بہت سے لوگوں کو نماز میں شامل ہونے کا موقع نہ مل سکا۔ اخباری رپورٹ کے مطابق آپ کی نمازِ جنازہ میں تقریباً لاکھ آدمیوں کی حاضری ہوئی۔ درود و سلام پڑھتے ہوئے لوگ جنازہ کو کاندھا دیتے رہے اور جنازہ کے بعد قبر شریف میں رکھنے تک یہ نظارہ باقی رہا۔ ان کے جنازہ میں کئی ہزار علماء و مشائخ کی شرکت ہوئی۔ ان کے خلفِ رشید بڑے صاحبزادہ علامہ قاضی صادق الرحمٰن ہاشمی کی امامت میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

آخر ان کو ان کے والدِ ماجد سلطان الواعظین علامہ سید احسن الزمان ہاشمی علیہ الرحمۃ کی قبر مطہر سے متصل لحد میں رکھا گیا۔ رشتہ داروں، مریدوں اور احباب کے اصرار پر آخری مرتبہ ان کا چہرہ کھولا گیا تو کھولتے ہی نور کی ایسی شعاع نکلی کہ تمام حاضرین کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور سب کی زبانوں سے بے ساختہ نعرۂ تکبیر کی آواز بلند ہو گئی اور ان کے سفرِ آخرت کے تمام معمولات سے ایسے آثار و شواہد دیکھنے میں آئے جس سے جید علماء یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ آپ ایک عاشقِ صادق اور قطبِ دوراں تھے۔ ان کے جانے کے بعد بھی بہت ساری کرامتیں صادر ہونے لگیں۔ ان شاءاللہ بعد میں سب کو ضبطِ تحریر میں لا کر ان کی سوانحِ حیات چھپوائی جائے گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں اس ولی کامل کے فیضان سے مالا مال رکھے، ان کے روحانی تصرفات سے ہماری ساری مشکلیں حل ہوں۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم والہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم

# دور و نزدیک سے

ترتیب وپیشکش: محمد عمار ضیاء خاں قادری

## سلیم اللہ جندران، منڈی بہاؤالدین:

امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس 2006ء کے نہایت کامیاب انعقاد پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ کانفرنس کی مندرجہ ذیل خصوصیات لائق تحسین تھیں:

(۱) کانفرنس کیلئے نہایت موزوں مقام کا انتخاب کیا گیا۔ ہال کشادہ تھا۔ نشستوں کا انتظام شاندار تھا ساؤنڈ ولائیٹ سسٹم بہترین تھے۔ مناسب ریفریشمنٹ میسّر تھی۔

(۲) آٹھ مدعو مقالہ نگار حضرات میں سے سات نے اپنے اپنے خطابات پیش کیے۔ جملہ خطابات جامع اور منفرد تھے بالخصوص پروفیسر دلاور خان صاحب کا سماجی بہبود کے حوالہ سے امام صاحب کا نقطۂ نظر بڑی دلچسپی اور معلومات کا باعث تھا۔

(۳) معزز مہمانانِ گرامی اور مقالہ نگاران کی تعظیم وتکریم کا خوب خیال رکھا گیا۔ انہیں پریزنٹیشن کیلئے ملٹی میڈیا مہیا کیا گیا۔

(۴) پرنٹ میڈیا پر کانفرنس کی کوریج نمایاں رہی۔ انگریزی، اُردو اخبارات نے کئی کالمی خبریں پیش کیں۔

(۵) صدرِ محفل پروفیسر ڈاکٹر اخلاق احمد صاحب (پرووائس چانسلر کراچی یونیورسٹی) کا صدارتی خطاب نہایت اہم تھا بالخصوص اُن کی یہ تجویز کہ ''جدید معاشیات اور اسلامی بینکاری'' کے کورس کیلئے امام احمد رضا خان کے معاشی نکات اور اقتصادی حکمت عملی پر مبنی سکیم آف سٹڈیز تیار کی جائے، اس پر عمل درآمد وقت کی ضرورت ہے۔

(۶) کانفرنس کے موقع پر ''معارفِ رضا'' (اردو/عربی/انگریزی) کی الگ الگ اشاعت اور اس کے علاوہ دیگر چھ اہم تصانیف کی اشاعت سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اِس سال مجلّہ کانفرنس اہم دستاویز نظر آتا ہے۔

(۷) ڈیجیٹل لائبریری کی ویب سائٹ کا افتتاح فروغِ رضویات کی طرف اہم قدم تھا۔

(۸) امام احمد رضا انٹرنیشنل یونیورسٹی کے قیام کا اعلان۔ رضویات کے موثر ابلاغ اور ارتقا، کیلئے نہایت مسرت افزاء خبر تھی۔ ترقی رضویات کے سفر میں اس سے کامیابی کی نئی راہیں کھلیں گی جس مخیّر ہستی نے اس کے جملہ اخراجات برداشت کرنے کا بیڑہ اُٹھایا وہ شخصیت علم دوستی کیلئے خراجِ تحسین کی مستحق ہے۔

(۹) امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس 2006ء کے موقع پر امام احمد رضا خاں کی تصانیف اور رضویات کے موضوع پر پیش کردہ کتب کے سٹال کی بھی ضرورت تھی جسے بڑی خوبصورتی سے اور قرینے سلیقے کے ساتھ ترتیب دیا گیا۔

(۱۰) محدود افرادی قوت کے باوجود جس خلوص، ایثار، انتھک محنت، لگن کے ساتھ اس بین الاقوامی کانفرنس کو منعقد کیا گیا اُس نے شرکاء کو ایک نیا ولولہ عطا کیا جس کا احساس راقم ابھی تک محسوس کر رہا ہے! اس کی جس قدر بھی داد دی جائے کم ہے۔

اب چند امور کی طرف بصد ادب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

(۱) کانفرنس ہال میں بعض سیشنز میں سامعین کی تعداد کم رہی۔ کچھ نشستیں خالی رہیں۔

(۲) نشست اول تاخیر سے شروع ہوئی۔

(۳) مہمانانِ خصوصی میں سے حکومت کے نمائندگان شامل نہ ہو سکے اور نہ پہنچ سکنے کی وجہ بھی نہ بیان ہوئیں۔ ایک مقالہ نگار بھی نہ تشریف لا سکے۔

(۴) مقالہ نگار حضرات اگر آغاز میں اپنے اپنے مقالات کا abstract (ایک صفحہ) اہم شرکاء کو تقسیم کر دیتے تو زیادہ مفید ہوتا۔ پورا مقالہ شائع ہوتے ہوتے کافی ٹائم لگ جاتا ہے۔

(۵) مقالہ نگاران کو اگر پہلے سے منتظمینِ کانفرنس مقالہ کیلئے تفویض شُدہ وقت (allocated time) سے مطلع کر دیتے تو زیادہ آسانی رہتی۔

(۶) مقالہ نگاران کو پہلے سے اطلاع تھی کہ ملٹی میڈیا اور اوورہیڈ پروجیکٹر کی سہولت دستیاب ہوگی بہر حال عین موقع پر معلوم ہوا کہ overhead projector دستیاب نہیں ہے۔

(۷) مجلّہ کانفرنس 2006ء اور اردو 'معارفِ رضا' دیکھنے کا اتفاق ہوا چند ایک مقامات پر پروف ریڈنگ کی غلطیاں رہ گئیں۔

(۸) کانفرنس 2006ء کے مقاصد واضح طور پر مجلّہ کانفرنس کے اداریہ میں درج ہونے چاہیے تھے اور اختتام کانفرنس پر سرسری انداز میں اُن کے حصول کا جائزہ بھی پیش کر دیا جاتا کہ کس حد تک اس کانفرنس کے مقاصد کے حصول میں کامیابی ہوئی۔

(۹) کانفرنس کے اختتام پر تمام مقالہ نگاران کا اگر باہم مذاکراتی سیشن الگ طور پر منعقد ہوسکتا تو اُس اِن ہاؤس / کلوز سیشن میں رضویات ایکسپرٹس پینل کی صورت میں آپس میں موثر رابطہ کی بہت ضرورت پیدا ہوسکتی ہے۔ نیز رضویات کے کسی ایک theme پر اُس کے فروغ وارتقاء کیلئے قیمتی آراء بھی حاصل کی جاسکتی تھیں۔ کانفرنس کے علاوہ ویسے عام حالات میں قومی و بین الاقوامی رضویات ایکسپرٹس سے متفقہ رائے حاصل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کسی بھی فیلڈ کے معروف ایکسپرٹس سے زبانی طور پر یا سوالناموں کے ذریعے اُس فیلڈ کی مخصوص جہتوں کے بارے میں متفقہ طور پر مستقبل کی ترجیحات / رجحانات کو متعین کرانا ڈیلفائی طریق تحقیق ( Delphi Research Technique) سے تعلق رکھتا ہے۔ انٹرنیشنل کانفرنس کے موقع پر ڈیلفائی طریق تحقیق کے تحت رضویات کے فروغ وارتقاء اور مستقبلیاتی رضویات کے تناظر میں مقالہ نگاران کے الگ کلوز سیشن کا اہتمام مفید ثابت ہوسکتا ہے بشرطیکہ ایکسپرٹس کا تعین درست ہوا ہو اور مسائل کی نشاندہی بھی صحیح کی گئی ہو اور ڈیلفائی کو آرڈینیٹر خصوصی مہارت کا حامل ہو۔

(۱۰) مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2006ء کے اداریہ ''سخن ہائے گفتنی'' اور سالنامہ معارفِ رضا 2006ء کے اداریہ ''اپنی بات'' میں جن منصوبوں کا ذکر کیا گیا ہے اُن کا Follow-up ضروری ہے تاکہ اگلی کانفرنس میں اس سمت حاصل کردہ کارکردگی پیش کی جاسکے۔

(۱۱) سالانہ جرنل ''معارفِ رضا'' اپنی 26 ویں جلد کو پہنچ چکا ہے۔ سلور جوبلی دیکھ چکا ہے اس کا ISSN نمبر الاٹ کروایا جانا اشد ضروری ہے، جرنل کی بین الاقوامی شناخت کیلئے یہ بھی ایک معیار سمجھا جاتا ہے۔

(۱۲) امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس 2006ء میں جو منصوبہ جات پیش کیے گئے ہیں اُن میں امام احمد رضا انٹرنیشنل یونیورسٹی کے قیام کا اعلان نمایاں ترین پراجیکٹ ہے اس کی خاطر مادی وسائل / افرادی وسائل (فیکلٹی) کا حصول بہت بڑی مہم ہے۔ رب العزت اپنے محبوب کریم ﷺ کے توسّل سے اسباب و وسائل عطا فرمائے! (آمین) کاش! اگلی سالانہ کانفرنس مجوزہ امام احمد رضا انٹرنیشنل / ورلڈ یونیورسٹی کے گراؤنڈ یا ہال میں انعقاد پذیر ہو! (آمین۔ ثم آمین)۔

لطف اُن کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

(رضاؔ)

(۱۳) نہایت عجز وانکسار اور ادب و نیاز کے ساتھ عرض ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل نے یہ 26ویں سالانہ امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس منعقد کی ہے۔ انٹرنیشنل کانفرنسز کے معیارات کے مطابق اِس کانفرنس کا معیار کیا رہا؟ جن مبصرین اور دانشوروں کو بیرونی ممالک میں کانفرنسز میں شرکت کا موقع ملا ہو اُن سے بھی رائے لی جائے تو متوقع معیارات کے حصول کی موثر سعی ممکن ہوگی اور کانفرنس کے ''انٹرنیشنل'' لیول کو حاصل کرنے میں آسانی رہے گی۔

امام احمد رضا خاں خبردار کرتے ہیں

''اَلْعِلْمُ قَلَّ وَبَعْدُ فِیْہِ تَکَثُّرُ
لٰکِنَّ عَلَیْکَ بِصَالِحِ لِکَمَالِ''

(مولانا احمد رضا خان کی عربی زبان وادب میں خدمات، از: ڈاکٹر محمود حسین بریلوی (2006ء)، صفحہ 229)

ترجمہ: علم کم ہو گیا ہے اور دعویٰ علم دور تک پہنچ گیا ہے تو تجھ پر اُن کا دامن پکڑنا ضروری ہے جو کمال کے صالح ہیں۔

ماشاء اللہ! یہ امر باعثِ فخر و مسّرت ہے کہ امام احمد رضا انٹرنیشنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی کاوشیں دور دور تک اپنے مثبت اثرات منتقل کر رہی ہیں اور امام احمد رضا خان کی عالمگیر تحریک فروغِ حُبِ مصطفیٰ ﷺ کو پروان چڑھانے اور اکنافِ عالم میں روشناس کرانے میں موثر کردار ادا کر رہی ہیں ربُّ العزت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ با کمال صالح افراد اس ادارہ کو میسّر فرمائے تاکہ ادارہ کی پہچان شہرت اور Credibility پر کوئی حرف نہ آنے پائے! (آمین۔ ثم آمین)

# Faiz-e-Raza

# IQRA

## ISLAMIC ACADEMY

## HIFZ-O-NAZRA FULL DAY SCHOOL

ADMISSION OPEN

**Salient Features :**

- ★ *Hifz-e-Quran with matric*
- ★ *Nazrah - Holy Quran*
- ★ *Islamic Studies*
- ★ *English Language Development*
- ★ *Computer Training*
- ★ *Most Modern Montessori*
- ★ *Moral Character Building*
- ★ *Daily Routine Syllabus*
- ★ *High Tech Discipline System*
- ★ *Child's Progress Monitoring*
- ★ *Parent Involvement*
- ★ *Islamic Internet Facilities*
- ★ *Transport Facilities Available*

اہلسنت والجماعت کی منفرد تعلیمی درس گاہ

# فیض رضا

# اقراء اسلامک اکیڈمی

**داخلے اور مزید معلومات کے لئے:**

| پتہ کیمپس III | پتہ کیمپس II | پتہ کیمپس I |
|---|---|---|
| نورانی گارڈن نزد شمع پیلس، شومارکیٹ، کراچی Ph : 2239403 | بالمقابل KMC ورکشاپ، کاکا اسٹریٹ، کراچی۔ Ph : 2736322 | لیاقت کالونی نزد مغل اپارٹمنٹ، ماما ہوٹل، نیا آباد، کراچی۔ Ph :2533335 |
| **پتہ کیمپس VI** | **پتہ کیمپس V** | **پتہ کیمپس IV** |
| لیمارکیٹ، کراچی۔ Ph : 2736322 | شہزاد سینٹر، رنچھوڑ لائن بس اسٹاپ، کراچی۔ Ph : 2760267 | جناح آباد نمبر 1، گلی نمبر 6، گھاس منڈی کراچی۔ Ph : 2774526 |

THE MUSLIM
THE PRESS AND THE NATION RISE AND FALL TOGETHER
ISLAMABAD: RABI-UL-AWWAL 24, 1411 A.H.—MONDAY, OCTOBER 15, 1990

# Imam Raza moot stresses love for Prophet

By ZAHID HUSSAIN

ISLAMABAD, Oct 14: The love for the Holy Prophet (PBUH) can prove to be the rallying point for the Muslims all over the world and this is why Imam Ahmad Raza Khan Barelvi has laid great emphasis on this point. This was stated by Maulana Kausar Niazi speaking at Imam Ahmad Raza Conference held at a local hotel this evening.

Maulana Niazi maintained that Imam Ahmad Raza was born at a time when the person of the Holy Prophet (PBUH) was under criticism by various organisations. He said keeping this in view Imam rekindled the flame of "Ishq-e-Rasool" that had been the characteristic of the Muslims of the Prophet's times the "Sahaba". He said the writings of Imam Ahmad Raza were the real pictures of not only his love for the Holy Prophet (PBUH) but also manifested his (Imam's) deep knowledge of Islam and Shariah.

The Maulana said that alongside being decorated as "Renewer of present-day Islam" and the "leader of the teachers of Hadith" by renowned scholars of Haramain Sharifain, Imam Ahmad Raza was equally well-versed with the modern sciences like mathematics, physics and philosophy. But, he said, the real greatness of the Imam lies in his love for Na'atia poetry which is the voice of millions of Muslims living on the face of the earth. He said his Salam "Mustafa Jane Rehmat Pe Lakhoan Salam" has received a popular acclaim by a vast majority of the Muslims.

Haji Mohammad Hanif, Tayyab, former Federal Minister for Petroleum and Natural Resources, speaking on the occasion said that Imam Ahmad Raza laid down the foundations of the "Two Nations" theory as early as 1897 when all the Muslim leaders were following the path of Indian nationalism. He said the Imam at "Patna Sunni Conference" and at the "Turke Mawalat" movement forewarned the Indian Muslims of the nefarious designs of Gandhi and the British rulers who wanted to keep Muslims as their surrogates and made them realise their original mission of preaching Islam and their separate identity of being Muslims.

Haji Hanif Tayyab observed that if the Muslims rekindle the love for the Holy Prophet (PBUH) in their hearts, then no worldly gains can deter them to follow the path of Islam. Hence the ills menacing the society would be eradicated in no time.

Maulana Riasat Ali Qadri founder and President of "Idara Tahqiqat-e-Imam Ahmad Raza" under whose auspices the function arranged said that Imam Raza's personality can be compared with the leaders of all ages, as the poet, philosopher of Pakistan Dr. Mohammad Iqbal himself had regarded the Imam as the Abu Haneef of his age. He said Imam Ahmad Raza was well versed with more than 70 disciplines of science and arts and had left behind almost 1,000 books amongst which his translation of the Holy Quran known as "Kanzul Iman" and the great work on Islamic jurisprudence named "Fatawa-e-Rizvia" stand out as towering pillars of Islamic knowledge.

Maulana Younas Kazmi, Adviser to the Ministry of Religious Affairs and Mahmood Ali, Chairman Social Welfare Division also spoke on the occasion.